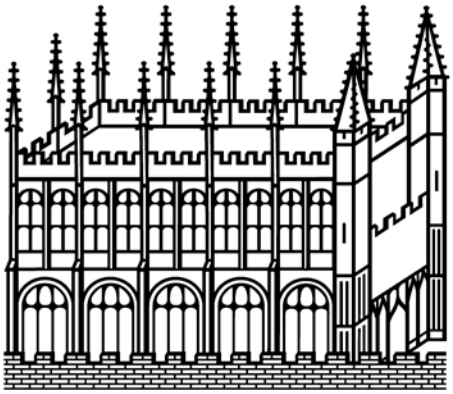


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

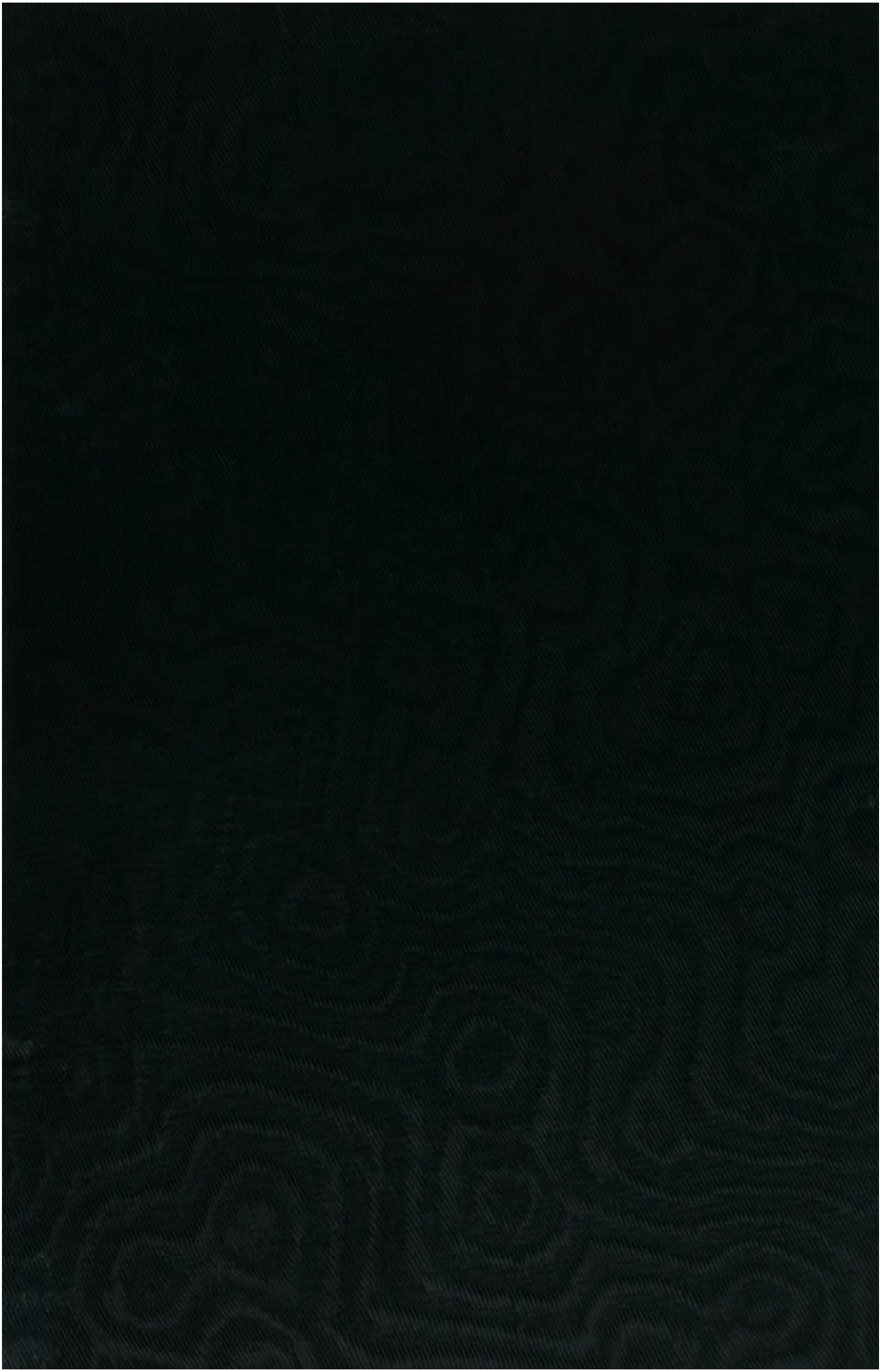
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.



16 E 37

شوکت عرب مصنف منشی غلام محمد خان خبیر کا کاغذ عمدہ

نغمہ عندلیب - تالیف حکیم قطب صاحب دہلوی تذکرہ شعرا بجواب گلشن بیخار -

INDIAN INSTITUTE

کتب قصہ جات نثر و نظم اردو

الف لیلہ نثر ترجمہ منشی طوطا رام شایان حسین ایکہزار ایک راتکا الزام کا سرور دلچسپ

سرو دش سخن - بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین مرحوم

مودودی -

باغ و بہار - معروف قصہ چار درویش تصنیف میر امن دہلوی مشہور -

فسانہ عجائب نثر از مرزا رجب علی بیگ سرور با تصویر

فسانہ عجائب نثر - با تصویر کاغذ عمدہ -

فسانہ عجائب نثر - بغیر تصویر کاغذ فاختہ

مجموعہ قصص - قصہ سوداگر بچہ و قصہ ماہی گیر وغیرہ پانچ قصہ -

طلسم فصاحت - فسانہ مرغوب مصنفہ مولوی محمد حسین صاحب جاہ -

سہیل یمن - قصہ ہے تصنیف مولوی رفیع الدین صاحب وکیل -

وقایع راجکمار - ایک فسانہ سراپا ہوش ربا طبع پرجوش کنور رگبت سنگھ خلف الصدق مہاراجہ بانسکہ کے حالات مین -

سنگھاسن بتیسی نثر - راجہ بھوج کے قصے با تصویرات -

شبستان عاشقی قصہ ہیلتا از زبان بنگلہ بزبان اردو ترجمہ -

بیتال پچیسی نثر - راجہ بکرم کے حالات جوانمردی کے مع تصاویر -

سچی بہادری مصنف و مترجم جناب راجہ شیو پرشاد صاحب بہادر -

الف لیلہ نثر - ہر چہار جلد مصفائی -

گل بکاولی نثر نہالچند شاہجہان آبادی کی تصنیف

طوطا کہانی تصنیف سید حیدر حسین قصہ نہایت دلچسپ

قصہ گل و صنوبر - تصنیف پریم چند -

آرایش محفل قصہ خانم طلائی تصنیف حیدر بخش -

آرایش محفل - با تصویر -

داستان امیر حمزہ - نہایت عمدہ زبان مین با تصویرات ہے -

گلزار ابراہیم حضرت ابراہیم ادہم کا قصہ -

چشمہ شیرین فرہاد و شیرین کا دلچسپ قصہ -

پرکالہ آتش - نادر قصہ ہے تصنیف طوطا رام مرحوم شایان کا -

طوطا مرصع - قصہ چار درویش اردو مین مسجع لکھا ہے -

بستان حکمت ترجمہ انوار سہیلی کا مشہور مولفہ حضرت گویا -

ایجاد رنگین - یہ کتاب مجموعہ حکایات دلنشین بطور پند ہے -

قصہ سیاہ پوش مطبوعہ مطبع اسدی -

قصہ قاضی جونپور دل لگی کا قصہ ہے مقابلہ عقل و حمق کا

فسانہ معقول - مصنفہ مولوی سید غلام حیدر خان صاحب بہادر -

آئینہ عقول - یعنے قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا زوجہ و فرزند خلیفہ بغداد مصنفہ سید غلام حیدر خان صاحب بہادر -

قصہ سورج پور - ایک زمیندار کا فسانہ -

طلسم حیرت بجواب فسانہ عجائب نہایت عمدہ نثر ہے -

جادۂ لکھنؤ - از نواب محمد حیدر علی خان بہادر کاغذ سفید -

ایضاً حنائی -

نورتن - فسانہ مشہور تصنیف محمد بخش صاحب مجور -

قصہ اگر گل - مشہور فسانہ ہے -

سیر معقول - تصنیف مولوی غلام حیدر خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ اودہ -

قصہ گوپی چند بھرتھری مشہور قصہ ہے -

چمن بے نظیر۔ مجموعہ کلام شعرائے قدیم۔

دیوان قلق مظہر عشق۔ تصنیف آفتاب الدولہ خواجہ اسد قلق۔

دیوان بہار عرب۔ مولفہ مولوی حاجی محمد نذیر صاحب مصطفےٰ آبادی نعت رسول مقبول ہیں۔

دیوان واسطی۔ مصنفہ سید مولوی فضل رسول صاحب بہادر تعلقہ دار۔

دیوان عاشق۔ مصنفہ پنڈت لچھمی لال صاحب عاشق تخلص۔

دیوان خواجہ میر درد اردو۔ یہ کلام شاعر صاحب باطن کا ہے۔

دیوان بحر اسرار حقیقت۔ مصنفہ حضرت صلے علے صاحب ذوالعت خاتم المرسلین۔

دیوان ہشیار۔ منظومہ منشی کیول رام صاحب غزلیات وغیرہ

غنچہ آرزو دیوان صبا۔ از میر وزیر صبا۔

دیوان ضامن۔ از سید ضامن شاہ۔

دیوان نواب۔ علاء الدولہ تخلص فقیر مطبوعہ مطبع دہلی

کلیات صنعت۔ کلام شاعر مستند سبحان کریم الدین صنعت مراد آبادی۔

کلیات ناسخ۔ کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہے دیوان سے مقدم

کلیات آتش۔ تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی سے متصرعہ۔

کلیات نظام اردو۔ یہ کلیات بلاغت نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مرد العلیخان بہادر نظام ہے خیالات نظم قابل دید ہیں۔

کلیات نظیر اکبر آبادی۔ اس میں مخمس و مسدس و دیگر نظم ہیں۔

کلیات امیر اللہ تسلیم۔ نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی۔

کلیات میر۔ مسلم الثبوت اوستاد کا کلام ہے بعد نظر ثانی کے طبع ہوا۔

کلیات دلفگار۔ ہر چہار جلد یہ مجموعہ دیوان ظریف مشہور ہے

کلیات مومن نہایت پاکیزہ و لاجواب کاغذ پر چھپا ہے

ایضاً۔ حنائی جدید۔

سرود خلیلی۔ مولفہ سید محمد علی جویا جامع صنائع تاریخی

سراپا سخن۔ مولفہ سید محسن علی مرحوم شعرای قدیم کا تذکرہ ہے۔

گلدستہ سخن شعرائے لکھنؤ وغیرہ کی غزلیں ہمراہ مشاعرہ ہیں جو اس مطبع میں حسب تحریک مولوی ابو الحسن صاحب کے بدل توجہ منشی مظفر علیخاں صاحب اسیر ہوا تھا

شمس فیض۔ از منشی غلام محمد خان صاحب تخلص جبر قصائد مدحیہ ولیعہد بہادر والی سورٹھ اور قصہ خیالی منظوم آخر میں۔

گلشن فیض قصائد مدحیہ از شیخ بہاء الدین صاحب خریطہ سرور۔ ایضاً اور آخر میں قصہ چار درویش کا نظم کیا ہے۔

بارہ ماسہ۔ کاشی پرشاد کا تصنیف بھاکھا زبان میں ہے

بارہ ماسہ کنہیا لال مصنف نے بارہ مہینوں کو ذوق و شوق میں لکھا ہے

بارہ ماسہ بسنت رکلی۔ حال بارہ مہینوں کا

بارہ ماسہ رنج۔ تصنیف شیخ عباد اللہ عرف بادل تخلص رنج مطبوعہ مطبع ثمر ہند۔

مسدس کریما۔ نظیر اکبر آبادی نے ابیات کریما کی تضمین کی ہے۔

کلید سخن۔ یونیورسٹی انٹرنس کورس کی شرح۔

اندر سبھا۔ امانت و مداری لال متن و حاشیہ میں دونوں صاحبوں کی تصویر۔

ایضاً۔ کاغذ سفید مع ٹیکل۔

چمنستان جوش۔ دیوان نواب احمد حسن خان

قصہ گلفام۔ مولفہ منشی مادھو رام صاحب متوطن تلوکپور خیالی قصہ نظم۔

مسدس ادیب۔ تالیف مرزا امیر حیدر صاحب نبیرہ اکبر مرزا ادیب مغفور بطور ترجیع بند در مدح جناب امیر علیہ السلام۔

قطعہ

دعائے ذوق کی ہے خلعت بہروی
مبارک ہو تجھے یہ اتابی و کرسی

اشعار قصیدہ

کثرت تار نظر سے ہے تماشائیون کی
دم نظارہ ترے روے نکو پہ سہرا

دُر خوش آب مضامین سے بنا کر لایا
واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا

جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سناوے اوسکو
دیکھ اس طرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

رباعیات مدح

شاہا تجھے با دولت و بخت فیروز
فرخ ہو سدا جہان مین جشن نوروز

ہووے شرف اندوز ترے طالع سے
ہر سال حمل مین مہر عالم افروز

رباعی

خورشید سے اک روز جہانمین نوروز
اور تجھسے جہان روز مسرت اندوز

ہے تجھکو زمانے مین شرف دوازدہ ماہ
اور ہے مہر جہانتاب کو اک ماہ اک روز

رباعی

کہتا ہے یہ فیروزی رنگ نوروز
تو ہو صف اعدا پہ مقرر فیروز

ہو دشمن سرکش کے لیے سہم الموت
اے شاہ عدو کش ترا تیر دل دوز

مطلع ثانی

تائب نہو تو اس سے کہ داڑھی ہوئی سفید — کر خوب میکشی کہ یہ ہے سیر ماہتاب
ہے پیر دل خنک کی ہوا پر بقائے عمر — یہ برف وہ نہیں جسے رکھیں نمد سے داب
جو دم مزے سے گذرے غنیمت سمجھ اسے — گردش ہے آسمان کو زمانے کو انقلاب
دے گر چمن کو گریۂ مستانہ میرا آب — بیضوں سے بلبلوں کے ہو پیدا البطشراب
جاگ اوٹھیں وہ جو خواب عدم میں ہیں ہوشمند — مستی میں گر بلند ہو میری صفیر خواب

مدح

کرتا ہے روز و شب کو برابر شہنشہا — میزان عدل سے ترے میزان میں آفتاب
خورشید کھینچتا ہے جو برج اسد پہ تیغ — چاہے ہے شیر جنگ وہ تجھ سے مگر خطاب

ناتمام

ساون میں دیا یوسف شوال دکھائی — برسات میں عید آئی قدح کش کی بن آئی
کرتا ہے ہلال ابروئے پرخم سے اشارہ — ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتی طلائی
کوندی ہے جو بجلی تو یہ سوجھی ہے نشہ میں — ساقی نے ہے آتش یہ مے تیز اوڑائی
پہونچا کمک لشکر باراں سے ہے یہ زور — ہر نالے کی ہے دشت میں دریا پہ چڑھائی
کیا ساغر زرین کو کیا جلد مہیا — ساقی نے تو سرسوں ہی ہتھیلی پہ جمائی
کرتی ہے صبا مل کے کبھی غالیہ بیزی — کرتی ہے نسیم آ کے کبھی لخلخہ سائی

مخمس در مدح

خسرو ذی جاہ کشور گیر و دارا ہلال
حاضر خدمت عالی ہے ہر کلہ ہلال
آسمان پر لیکے سر چلتا ہے تو وار ہلال
دست ہمت نے ترا خورشید کی تلوار ہلال
آئین پر ترے دور دولت پر کیا مانگ اگر

ناتمام

اصبحہم کالی کا دل کو صاف پیدا نور
علی سے کوئی کہ نوزان کفار
علی ہے شکل ہلال اور ہلال ہے حرف نجار
طلوع شمس پہ موقوف ہے وجود ضیاء

پاتا گرداب سے ہے گردہ تان آبی ؛ تیری بخشش سے جو دریا کا معین ہے کفاف
دست ہمت نے ترے کھوئی روپیہ کی قدر چشمکیو نہین ہین اور آتے ہین سے کیا کیا صراف

فرد

دیتا ہے تری فوج مین نقارہ جب فلک آتا ہے صاف چوب کی صورت نظر ہلال

فرد

تا نسر طائر ایک پرندہ نہ بچ سکے منظور تجھکو جب کہ شکار پرند ہو

مطلع قصیدہ مدح حضرت بادشاہ اکبر شاہ جنت آرامگاہ

نام کو اللہ اکبر کیا تری توقیر ہے داخل ہر بانگ ہے شامل ہر تکبیر ہے

ناتمام

کرون اگر رقم تہنیت کا آج آہنگ تو نکلے میرے قلم سے صدا بربط و چنگ
ترا وہ زور حمایت ہے پانون کو اپنے کرے ہے شیر کی چربی سے مالش آہو لنگ
شہا ترے رخ روشن کو کس سے دون تشبیہ کہ مہر و مہ کو گہن لازم آئینہ کو ہے زنگ

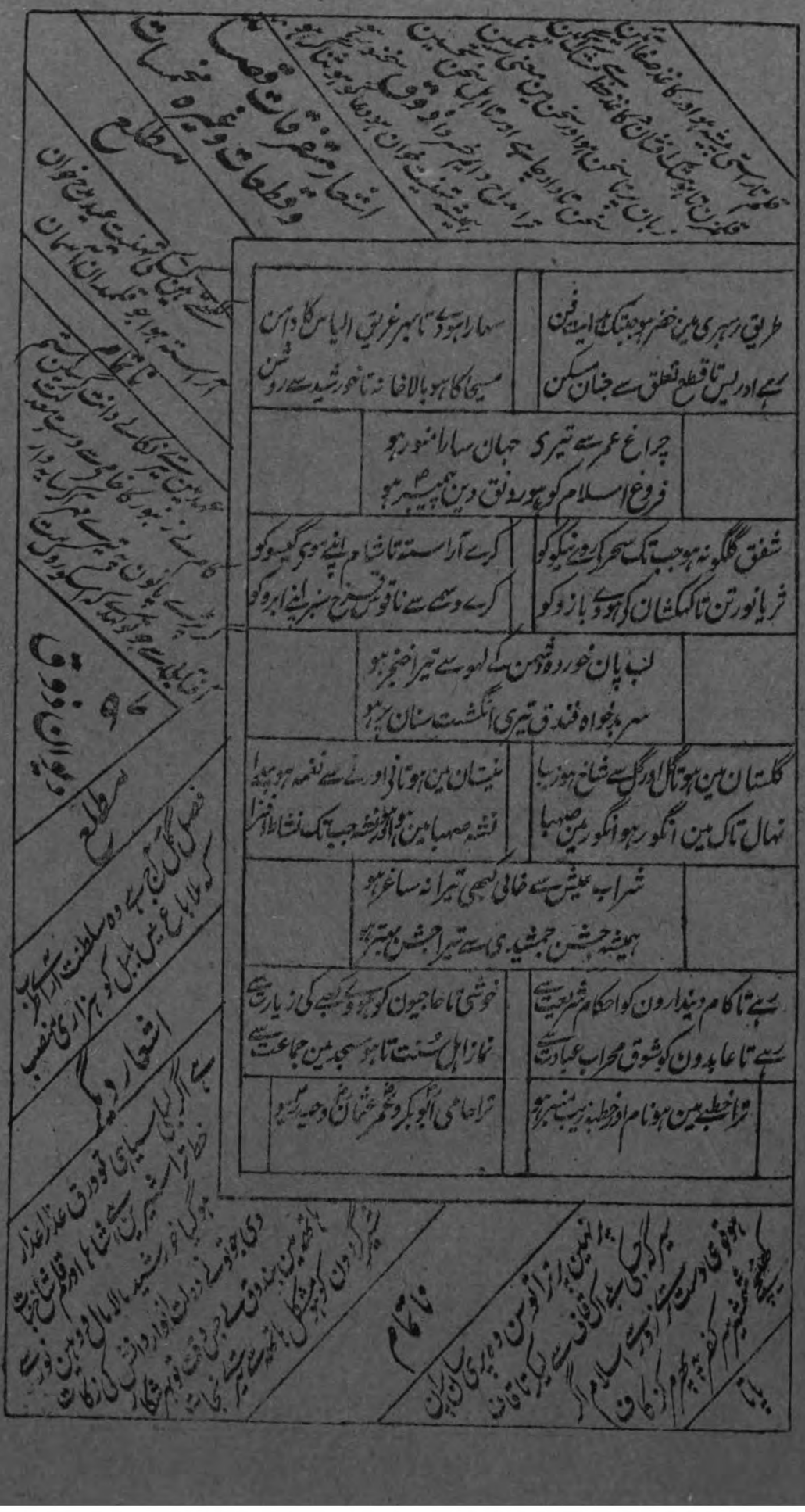
مطلع

ہین وہ نعلین خسروانہ سر اور نگ گل جن پہ کھاتا ہے چمن مین تختہ اورنگ گل

قصیدہ ناتمام در منقبت

تو کربلا کی زمین کو ہری غزل کی زمین
یہ صدا کہ صور قیامت ہے کس کی ہے یہ طنین
یہ زمانہ عبد و پیر و زن و مرد و خرد و بین
ستارہ بن کے گرا ہے طویلہ سے وہ زمین
جب نہ ہوئے تھے طویلہ سے وہ زمین

ناتمام



قصیدہ مسمّط مسدس و مخمس

تجھسا زمین پہ دیکھے جو فرخ فر آسمان
قربان تیکیون زمین کی ہو پھر پھر کر آسمان

طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع
کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسمان

نہ آسمان سے رتبہ ترا یون بلند تر
جس طرح کوہسار سے بالاتر آسمان

خطبے کے واسطے ترے نام بلند کے
گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسمان

وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع
ہے بلبلا سا ایک کنارے پر آسمان

دریاے قہر تیرا جو طوفان کرے بپا
بہہ جاے مثل کشتی بے لنگر آسمان

قد پر ترے وہ راست قباے علو جاہ
زیبندہ جس کے واسطے بالا بر آسمان

تیری گہر فشانی دست کرم سے ہے
گویا کہ ایک دامن پر گوہر آسمان

چمکاے تیغ تیز کو اقبال گر ترا
ہو مصقلہ ہلال تو صیقلگر آسمان

یون دل مین تیرے جلوۂ ذات محیط حق
آجاے جیسے آئینہ کے اندر آسمان

سرعت مین تیرا رخش فلک سیر کیا شہا
رفعت مین بھی ہے ہیچل جبل پیکر آسمان

شاہا عجب نہین ترے شبدیز کے لیے
بنوا ے ماہ نو سے رکاب زر آسمان

پہونچا نہ اوسکے کاوے کے انداز کو کبھی
کھاتا رہا زمین پہ سدا چکر آسمان

انجم ہین کیا شمار ترے نعل سمند کے
ہے بلکہ تیرا گرد رہ لشکر آسمان

قطعہ

فخر و حساب صرف سے اس پایہ کو ہو کم — گولا کھہ جمع و خرچ کا ہو دفتر آسمان
تو رون کی بخت مطبخ عالی ہین اس قدر — ہے جسکا ایک قورمہ خاکستر آسمان
اس روشنی کے چند دکھا دیجے نمچیان — تا ران ہے آفتاب کی نیچے پر آسمان
ابر بہار و دود چراغان سے قورمہ تو — ہون سات آسمان کی جگہہ ستر آسمان
چشم قمر مین اوبھی ہو روشنی دو چند — کاجل لگائی اوسکے دسوین سہ گر آسمان
گر ڈالے پارہ پارہ فلیتون کے واسطے — مہتاب کو سمجھ کے کہین چادر آسمان
یہ کہنہ و سیاہ وہ خوش رنگ نو بہ نو — فایق ہو کیا سبو چہ ساچق پر آسمان
ٹھہلیو نمین ہین وہ نقل پڑے اوسکا عکس گر — آکاشگان کی مانگ مین موتی بھر آسمان
آرائش ایسی اور وہ گلہای رنگ رنگ — ادنی سا جن مین غنچہ نیلوفر آسمان
بنوائے اس مین پھول طلائی و نقرئی — ڈرکے ماہ و مہر سے سیم و زر آسمان
نقار خانے کی ہے چراغان سے وہ شکوہ — گویا ہے اک زمین ہے پر از اختر آسمان

قطعہ

کرتا ہے رقص تخت پہ نقار خانے کے — شہنائی کی صدا کو جو سن سنکر آسمان
آوازہ و ہمامہ نوبت سو گونج اوٹھا — وہ جوسب آسمانو نکے اوپر ہے آسمان
دولھا دولھن کی ہے یہ علامت سہاگ کی — آیا ہے اک سہاگ پڑا بسکر آسمان

قطعہ

نطق شیرین ترا وہ ہے کہ ثنا مین جسکی
ترزبان موجۂ دریا ہو اگر ایک مان

آب دریا مین ہو یہ جوش حلاوت پیدا
لب دریا بھی ہم ہوکے ہون دونون حیران

اس قدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا
ہو نہ گلشن مین کبھی روئیدہ گل نافرمان

ہوکے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
شاخ پر گل چمن دہر مین ہو شاخ کمان

بلکہ حیرت کی نہین جا کہ سر شاخ خدنگ
روش غنچہ گل ہووے شگفتہ پیکان

وہ ترا زور حمایت ہے کہ جسکے باعث
ناتوانون کو بھی ہے دہر مین یہ تاب و توان

ہل سکین پھر نہ جگہ سے کبھی گرباندہ رہین
ایک تار نگہ مور سے سو پیل دمان

دیگ سطبخ پہ تری یہ فلک پرانجم
کیا عجب صورت سرپوش ہو گر قطرہ فشان

پیل تیرا گل سوسن کا بڑا ایک انبار
گل مہتاب کے گلدستے ہین اوسکے دندان

اوسکی خرطوم کسی دلبر لیلی وش کی
بعد مشکین ہے کہ ہے کاکل عنبر افشان

لکھون شوخی جو ترے توسن چالاک کی
اشہب خامہ بھی ہو موج رم برق جہان

وقت کاوے دم معرکہ راکب اوسکا
سر حاسد کو رکھے صورت گوی چوگان

اے فلک جاہ ترے در کے ہین وہ ذرۂ خاک
جلسے خورشید چنے اپنی جبین پر افشان

طبع رنگین مین ہے تیری وہ چمن لالہ و گل
رو برو جسکے ہے گلزار ارم خارستان

عدل نے تیرے کیا رو زمین کو گلزار — آج تک عدل مین کوئی نہوا تیرا عدیل

نہین ہے جوش گل و لالہ نکل آیا ہے — داد خواہی کے لیے خاک سے خون بابیل

واسطے دیدۂ بدبین کے ہے عین صلاح — ہو تری نوک سنان سرمۂ کوری جن میل

تیر برسائے عدو پر جو کماندار قضا — کم نہ فوارے سے ہو تیرون کے اوسکی قندیل

رہزن نطفہ بکر خواہ ہو اول ہی قضا — اوسکے پشت پدر سے نہ کبھی تا اطیل

محکمے مین ترے انصاف کے ہون ہاتھ قلم — دے اگر بھولکے بھی کوئی سر حرف کو چھیل

ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ — ہو گران خاطر نازک پہ بسا اوقات طویل

عید ہر سال ہو فرخ تجھے باجاہ و جلال — ہون قوی پایہ ترے دوست بصد قدر و جلیل

جو ضلالت سے ہون گمراہ وہ آ ظل خدا — ذل اقدام سے ہون خاک ذلت پہ ذلیل

قطعہ در مدح میرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے — قصد صید افگنی کیا جسدم

خون نخچیر سے ہوا سارا — دامن دشت لالہ زار ارم

نہ بچا اوس شکار افگن سے — صید کوئی سوائے صید حرم

مرغ و سیمرغ اور غزال و پلنگ — ہوئے مسکن پذیر دشت عدم

ہے جگر گوشۂ بہادر شاہ — ہو بہادر نہ کیون وہ نیک شیم

بن اسکے قصۂ نازاور کیا ہوتی — بزم جاہ شب و روز تراجا جلوہ فروز

تم تابان کبھی ظاہر ہے کبھی پنہان — اور کبھی ہاتھ مین ہو کاسۂ باکوزہ کان

قطعہ افشان ہو اگر تیرا سجاب ہمت — طرۂ العین ہو کاسۂ باکوزہ کان

لیکے بیجا مین گھر سے نکلا مرجان — قطعہ

کہ بھی ہاتھ مین ہو کاسۂ باکوزہ کان

بالہ ہو زیر زمین کا ورنہ مین بھی ازان

فوج ہو ہائی اسلام تو بتخانے مین

گاؤ زدون نہ قطع فوف سے اوسم چکنے

سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بران

حکم دے تو جو شما وسطے قربانی کے

قطعہ

ذوق

قصیدہ چہارم

دیوان ذوق

۹۳

نظر آتا ہے برنگ لب ساغر جو ہلال
ٹپکا پڑتا ہے لب مست سے شوق تقبیل

گاؤ خم مین ہر گد شیشے مین کیا کیا ہے سیر
روح کرتی ہے کسی مست کی طلب تبدیل

تسنیت خوان ہو تو آج اوسے شہ دریا دل کا
جسکے نزدیک ہے اک قطرہ ہی کم قلزم و نیل

وہ بہادر شہ والا نسب و پاک گہر
خسرو چرخ سریر و شہ خورشید اکلیل

ماہ نو چشم زدن مین سہ کامل ہو جاے
نظر مہر مین ہے اوسکی وہ نور تکمیل

نور معنی ہے بہر شکل نتیجہ اوسکا
اللہ العدر ہی زہے شکل شہنشاہ شکیل

مدح حاضر مین پڑھون مطلع روشن ایسا
مطلع شمس کو بھی جسکی ہو واجب تبجیل

مطلع ثالث

بعد شاہان سلف کے بھی یون ہی تفصیل
جیسے قران پس توریت و زبور و انجیل

تو ہر اس طرح سے عزت دہ اولاد تمر
جیسے موسیٰ شرف افزاے بنی اسرائیل

نور افزاے بصارت ہو اگر تیرا جمال
آئین آنکھون سے نظر معنی اللہ جمیل

روی نیکو یہ ہے مائل تری خوے نیکو
کہون کیونکر نہ کہ احسن الی الحسن یمیل

ہے جو انسان کی قالب مین ترا نور ظہور
برج خاکی مین ہے خورشید فلک کی تحویل

دانش آموز ہو گر تربیت عام تری
بعد مجنون کو بنا دے ابھی انسان عقیل

جوہر تیغ اجل ایک ترے حکم کی نقل
تیر حکمی قضا حکم کی تیرے تعمیل

قطعہ

قصیدۂ دہم

لاتا نیرنگ سو ہے رنگ سے چرخ مجیل — ماہ بگڑا ہو کچھ اس نحم مین عجب رنگ سے نیل

دور زمانی سے وہ عیار ہے یہ ہوش ربا — لاکھہ بیہوشیون سو جسکے بھرے ہین نیل

ہے توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار — کہ بجز حفظ خدا جسکی نہ خندق نہ فصیل

گم ہون مظاہر کی خرابی سے صفات اصلی — رنگ دیتا ہے چھپا جوہر شمشیر اصیل

پیش دشمن گذر حق سے نہین سانچ کو آنچ — بلکہ ہر آتش نمرود گلستان خلیل

ہو تو سیرت سے ہین مردان دلاور رستم — ورنہ صورت مین تو کچھ کم نہین بہبار چغیل

نہین بے قید علایق کسی عالم مین بزرگ — رسم تحریر مین بھی چھوڑ نہ زنجیر سو فیل

ہے تہ خاک بھی قارون کو سفر حشر تلک — نہین تا تخت ثری منزل آرام بخیل

عید اک روز جہان مین رمضان ہو یکماہ — بعد ہو کثرت تکلیف کے یہان عیش قلیل

کشت سبز فلک دون سے نر کھہ چشم ثمر — خوشہ فیض سے ابہرہ ہی یہ مزرعہ نیل

قابل انسان کی صحبت کی ہی انسان ملک — بنگیا پیش نبی صورت وحیا جبرئیل

جتنا خورشید پہ اوتی ہی بارش ہو سوا — ہوے کیونکر تپش عشق نہ رحمت کی دلیل

عشق کھچوائے ہو اک زار جفا کش سے نزار — بار صد کوہ الم بے عمل جر ثقیل

لگے نہ چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا — دم مین ہو جناح دخانی کی طرح ہو تحلیل

مطلع ثانی

نسخ چیت مین کرون علم نجوم سے تفصیل
پیچ پیچ مدرسہ جس مین ہون بحث و قال نہ ہو
درس نو جدید سے ہون جسمین اک نہ اک مقفل حل
بحث مین علت و معلول کی ہو جا نہ جا
جلوہ افروز ہی ایک پیر دوا خانہ جسکو
شمع فانوس سے ہو مطب کی روشن قندیل
بحکم پیہودہ مین کرون بیکلی کو تبدیل
پیشکل اسکے لیے وقوف

جناب غفلت ہے پیہودہ ارکانی ہے
نہین فتاب ہے روشنی ہے
وہ تارہ کھا اور تو
ہی منزل ہے جہان تم ہے
کے وقت معین ہی
پیر ہے بیچ مین نہین کوئی
غم غصہ ہے تو ہے
فروزی ہے تو ہے
ہے تنا ہے لدو مال تو سب جانیگا
ہو تا ہے تو کا
فصل ہے

قطعہ

گر ترے قہر کی گرمی تپ محرق بنجائے
لب دریا پہ حبابون کی جگہہ ہون تبخال

قوت ماسکہ مسک کے قوا سے کم ہو
فیض جاری سے تری بخل کو یہانتک ہو زوال

حکمت آموز ترا علم جہان ہو تو دہان
نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطون کو مجال

ہو تری عقل سے عاجز دم بحث معقول
اک مقولے مین فقط فعل کے عقل فعال

قطعہ

دم ہی کیا باد صبا مین کہ دم سیر جہان
تیرے گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال

یون ہی دو چار قدم خاک اڑا کر رہجائے
اور پہونچ جائے کہین سے وہ کہین مثل خیال

ہی وہ میکل مین اگر دیو تو صورت مین پری
ہو اڑان اوسمین ملک کی تو مشیر کی ہے خصال

جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اوسکا
عہد مستقبل و ماضی کا دہان ہی اک حال

زیب تن اوسکے جو دہندیکا ہی ہر گل تصویر
پھر تاکا دی مین ہے وہ صوت فانوس خیال

اوس فلک سیر کو جولان جو کری تو ہی پہ ڈر
مزرعہ سبز فلک ہو نہ مبادا پامال

قطعہ

تیرے ہاتھی کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ
سر پہ اندیشے نے لی ہاتھ ہو دستار سنبھال

کہکشان کو وہ فلک سے زمین پر پھینکے
نیشکر راہ مین بانگین اگر اوس سے اطفال

جیسے ماتھے پہ بزرگون کی ہو سجدیکا نشان
اوسکی مسند پہ شہا جلوہ نمایون ہے ڈھال

گلشن دہر مین سال مبارک تجھکو — جشن نوروز سہر رنگ بتاج داد رنگ
اور تری حاسد بد بین کو دکھائین لاکھون — خسرد اروز نے رنگ فلک کی نیرنگ

قصیدۂ نہم

جنبد اساقی فرخ رخ و خورشید جمال — مرحبا مطرب ہاروت فن و زہرہ خصال
بارک اللہ کہ در افشان ہے تواے ابر بہار — خیر مقدم کہ خرامان ہے تواے باد شمال
الحمد للہ لبالب ہے سبی عیش سے جام — شکر للہ زر گل سے ہے چمن مالا مال
جوش روئیدگی سبزہ سے ہو جا یگا تنگ — گل زمین تا بہ زمین تا دانۂ خال
شرر تیشۂ فرہاد سے پیدا ہوے گل — بل بے جوش گل خود رو سر دامان جبال
جوش فوارہ ہے وان کثرت نار بارش — سر مجنون کے تھے آلودہ جہان گرد سو بال
کیا عجب رحمت باری ہے کہ وقت باران — ابر مردہ ہے بھی ہو قطرہ فشان آب زلال
معجز باد ہے مانند عصاے موسیٰ — شجر خشک بھی ہو جا ہے ہرا و تازہ نہال
ذوق مستی سے ہے طاؤس چمن مین رقاص — شوق آہنگ سے ہے سرو پہ قمری غزال
شور بلبل بھی یہ رکھتا ہے نمک آج کہ گل — بنگیا کثرت شبنم سے نمکدان کی مثال
دیتی ہے طاقت پرواز یہ کیفیت مے — اس ہوا مین ہے بط مے کہ اڑون بے پر و بال
ہے یہ وہ دور کہ ہر صوفی صافی مشرب — رقص مستان مین رہے وجد کنان شامل حال

انصاف نے تیرے شہا جاب آتش کو کیا	یون جمع جیسے ایک جا نور سحر رنگ شفق
تیری امان خط سے ہو جا حق مین شمع کے	نار خلیل آب بقا نور سحر رنگ شفق
خورشید تجھ سے فیض کو پہونچے تو شرق مین	جز در و لعل بے بہا نور سحر رنگ شفق
جسپر کہ تو ہووے غضب ہر آدمی حق مین کیا عجب	سیل فنا برق بلا نور سحر رنگ شفق
شمشیر کی تیری چمک عون عدو سے بیک بیک	دکھلائے ہے روز وغا نور سحر رنگ شفق
پیکان تیرا الماس کی مانند سوفار دھنکی کی کمان	گویا لگا کر پر اڑا نور سحر رنگ شفق
جلوہ ہے تجھ سے مہر کا شعلہ ہے تیرے قہر کا	سہ جسکو عالم جانتا نور سحر رنگ شفق
اسپ خجالت تر اوہ تقرہ خنگ باد پا	غیرت سے جسکی اوڑ گیا نور سحر رنگ شفق
اب فوق کی ہے یہ دعا جبتک رہے شاہنشہا	خورشید و مہ ارض و سما نور سحر رنگ شفق
جب تک لباس مہر کو صابون اور شنجرف ہو	زینت دہ صبح و مسا نور سحر رنگ شفق
ہر عیش فرخ ہو تجھے اطلس آب دتاب سے	ہون تیرے محتاج ضیا نور سحر رنگ شفق
شاہا زمانے مین ہو تو با آبرو اور سرخرو	ہو جلوہ گر مشرق سے تا نور سحر رنگ شفق
دشمن کا تیری منہ ہو فق اور عون سے دل ہو شق	دیکھے نہ وہ اسکے سوا نور سحر رنگ شفق

قصیدہ ہشتم

طرب افزا ہے وہ نوروز کا نارنجی رنگ	دیکھکر بھاگے جسے رنج ہزارون فرسنگ

اتنا عالم مین حذر خون سے ہو خونخوار ونکو
خون فاسد کو بھی ہرگز نکرے نوش علق

پرتو افگن ہوا گر روشنی طبع تری
ابر ق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو برق

مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے
آفتاب ایک ترے گھنٹے کا گر ہے ورق

وطعہ

ابر ہے گرچہ شمال نم دیدہ
گر تری برق غضب جھاڑ دی او سر شفق

تو ستادہ سو بھی جل اوٹھی زیادہ وہ شتاب
آگ لگجانے مین دیر او سکے نہ وہ مطلق

تیرے توسن مین وہ جلد کہ اگر چھیڑ دی تو
یون وہ اوڑ جاے کہ جیسے سر آتش زیق

وطعہ

شمس کو پہونچی ترری رای سے یون شرق مین نور
تو ہو مغرب مین گراے پرتو نور مطلق

جس طرح روشنی قلب سے اہل اشراق
ہر صفہ دور سے شاگرد کو دیتے ہین سبق

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر اس طرح
تا کہ ہو ارض و سما دونون طبق زیر طبق

ہووے ہر سال مبارک تجھے عید رمضان
اور دشمن کو رہے تیرے سدا رنج و قلق

قصیدہ ہفتم

ہر آج جو یون خوشنما فور سحر رنگ شفق
پرتو ہے کس خورشید کا فور سحر رنگ شفق

یہ جوش نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن
گلشن مین گویا چھا گیا فور سحر رنگ شفق

نطق شیرین ترا وہ شہد کہ ہر درد کو راس — شان مین جسکی شفا فیہ شفاء للناس

ہند و زلف کے ہے پاس سدا صف رخ — عہد مین تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس

سو سیائی ہو حمایت تری حق مین اوسکے — سخت گیری سے فلک توڑے کسیکی کر آس

بوٹی اکسیر کی اور پارس اگر ہاتھ آئے — بل بے ہمت ترے نزدیک پہ پتھر ہے وہ گھاس

چمن دہر مین نرگس بھی تری بخشش سے — رکھتی اک کاسہ زرین ہے اور اک ہمین طاس

کیا عجب فیض سے گر ابر کرم کے تیرے — بید مجنون مین ہو پیدا ثمر سیب و گلاس

تیری شمشیر کے آگے نہین رکھتی ہرگز — مغربی تیغ مہ نو کی شہا رتبہ داس

فیض تعلیم سے تیری ہو جو سنکا انسان — احمق الناس اوسے جانیے بلکہ نساس

لوح تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف — تربیت سے تری اُمّی بھی ہو یہ حرف شناس

یون ترا حاسد پر عیب ہے عالم مین حقیر — اسپ بد فال کوئی جیسے میان خاص

دیکھے آہو کو جو ضیغم تو وہین عدل ترا — ڈھانک دے آنکھون مین اوسکی روشنی دن کو اس

ہے خورشید کے طالع کہ شعاع خورشید — دم تہ زین ترے گھوڑے پہ ملے جاے قطاس

ایسا چالاک کہ اڑتے ہوے طرے سے اوڑ جاتا ہے — جسطرح عاشق دل باختہ کے ہوش و حواس

پہونچے اوس خش فلک سیر زمین پیا کو — نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

تیرا ہاتھی ہے فلک کا کہ شان ہے خرطوم — کان دونون ہین خورد دم ہے دنب شہر ہے راس

قصیدہ ششم

ایک خورشید لقا طرفہ جوان ہے شفق — اسکے رخسار سے رنگین ہے رخسار شفق

نوٹ

۱۵ دیوان ذوق

قصیدہ پنجسم

ستارہ ہے پنجۂ خورشید پہ ہر روز طلا
تا گرہ مین رکھے شب عقد ثریا گوہر

دانۂ انجم گردون سے پروئے جب تک
رشتۂ کاہکشان مین شب یلدا گوہر

جب تلک جوش بہاران سے ہوا آدم صبح
ٹانکے شبنم سے سر دامن صحرا گوہر

ہر برس جشن ترا تجھکو مبارک ہووے
برسین نیسان کرم سے ترے شاہا گوہر

دوستونکو ہو ترے گنج و گہر روز نصیب
ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر

ہے وہ جاندار کہ نافع اعضا و حواس
کہ دل مردہ ہو زندہ تن بیحس حساس

قطرہ ہے سے ترقی حواس خمسہ
یون ہو جسطرح کہ اک نقطے سے ہون پانچ پچاس

ہووے اس روغن گل پر سے مثل زر مسخ
رنگ رخسارہ جو کلفت سے ہو ہمرنگ گلخاس

خشک مغزون کو جو ہو بوئے گلاب اسکی بو
تر دماغ اتنا ہو دم لینے نہ دے فرط عطاس

قلب ماہیت اگر اس سے نہ بالکل ہو تو کیون
قلب انسان مین تصور سے مبدل ہو حواس

اوسکی رونق سے عجب کیا دل مفلس ہو غنی
کہ یہ ہے شربت دینار علاج افلاس

دیوے ساقی جسے اک جام وہ دعوے کرے
آج جو پاس ہے میرے نہین جمشید کی پاس

اللہ اللہ رے تری مستی و بالا دستی
شب کے مست کہ کرین لوگ گردون سے قیاس

سلسبیل کے اگر خلد سے ہو آب سبیل
کہے مینوش کہ بجھتی ہے کہین اوس سے پیاس

مشتری کہتے ہین جسکو وہ اوٹھالایا چرخ — ٹوٹ کر جو تری سمن سے گرا تھا گوہر

صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا — جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر

تیرا آویزہ سر چرخ کا اے قبلۂ خلق — صاف قندیل در مسجد اقصا گوہر

حلب خلق مین ہے سینہ ترا آئینہ — عدن علم مین ہے قلب مصفا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم — موتیا مین عوض غنچہ ہو پیدا گوہر

ماہ گنے کے لیے ہو نہ کہ گنے کے لیے — تیرے گنے کا کہون کیا اوسے زیبا گوہر

در فشانی سے ترے اتنے گہر ہین ارزان — لکھتے ہین نسخہ مفلس مین اطبا گوہر

قطعہ

عکس سے تیرا اقبال کے دریا مین ترے — اے محیط کرم وجود کے یکتا گوہر

آب گوہر ہو تہ آب یہ اعجاز نما — کف دریا کو بنائے ید بیضا گوہر

کوہ کا زہرہ کرے آب تری ہیبت عدل — گر یہ مین پائے کہین سنگ نے توڑا گوہر

مطبع نازک پہ تری بار گہر ہو جو گران — پوست بیضۂ ماہی سے ہو ہلکا گوہر

آب دیوے کرم سے جو ہو تیرے سیراب — ابر مردہ سے برسنے لگین کیا کیا گوہر

تاج محفل مین تری وہ گہر افشانی ہے — لگن شمع مین ہین آنسو ونکی جا گوہر

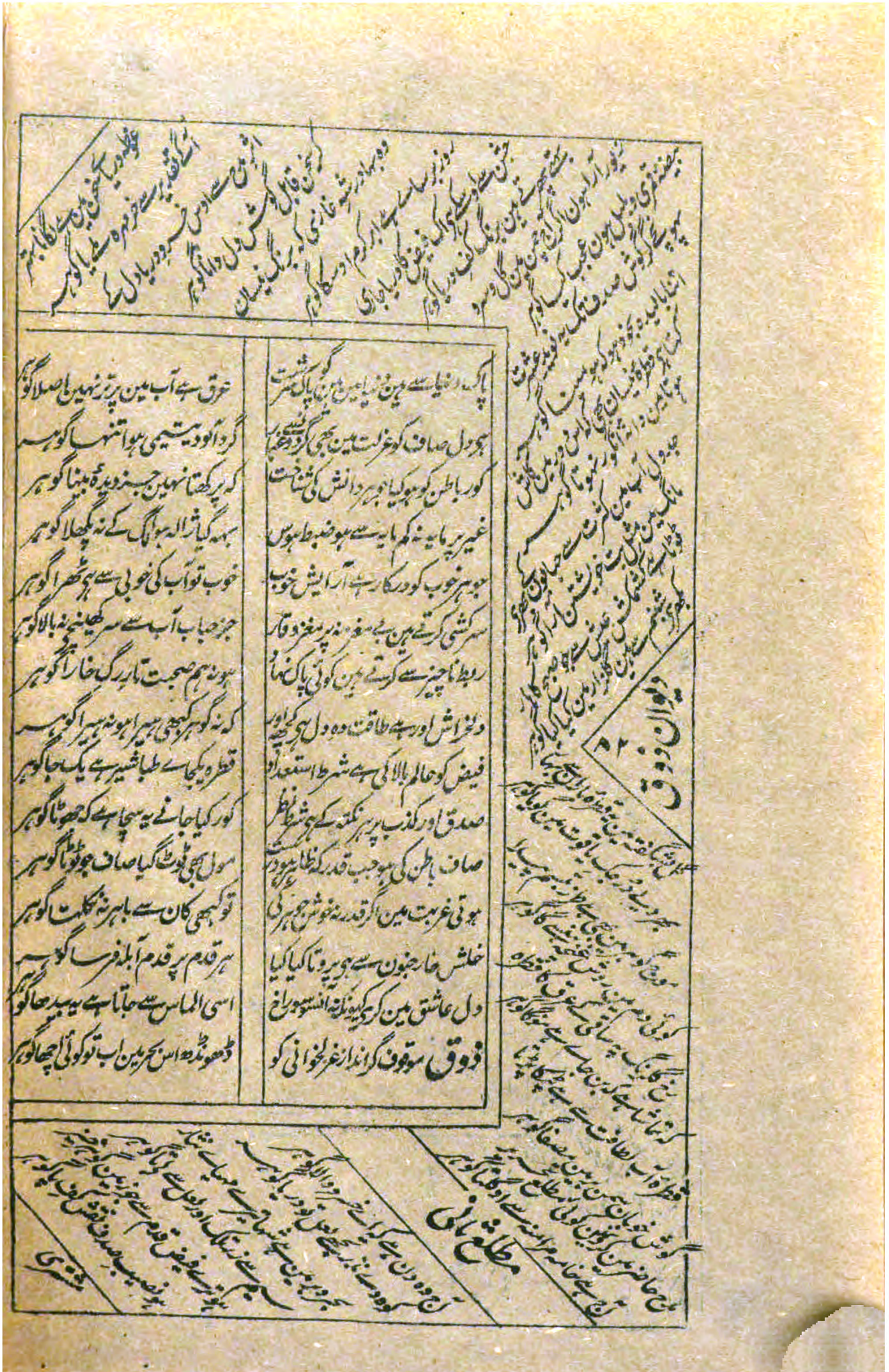
دست فراش مین جاروب ہو ریش فرعون — فرش پر پتلیون مین اوبجھے جو صدا گوہر

ذوق

تیرے آویزہ گوش سے جو ہوا ہے ہمدم — ہو گیا ہے وہ ترا گوش کا بالا گوہر

ہے ترے گوش مین جو لعل بدخشان کا بالا — ہے ترے گوش مین جو لعل بدخشان کا بالا

ہے ترے گوش مین جو لعل بدخشان کا بالا — ہے ترے گوش مین جو لعل بدخشان کا بالا



جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے — طلب مین جان عدو کی روان قضا کا سفیر

قطعہ

ترے ہے خامۂ طغرا نگار مین یہ زور — جو کھینچے ایک رسن خط منحنی وہ لکیر
تو اوس سے ایسے ہون اشکال ہندسی پیدا — مٹا دے دیکھکے اقلیدس اپنی سب تحریر

قطعہ

وہ روشنی ترے خط مین کہ ابن مقلہ اگر — لگائے آنکھون سے نرمے کی جاوے تحریر
تو ہو یہ نور بصارت کہ پڑھ لے حرف بحرف — جو ہووے لوح جبین پر نوشتۂ تقدیر
رقم مین گر ترے اوصاف کی قصور کرے — زبان خامہ عطارد کی ناک مین دے تیر

قطعہ

ترا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام — نظر ہو دیدۂ زرقا کی بھی نہ اوسکا نظیر
کہ سیر گاہ دو عالم ہے راہ یک روزہ — اور اوسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ سیر
ترے جو فیل کی تعریف خسرو الکون — کرون حکایت شیرین و کوہکن تحریر
کہ فیل کوہ کجک تیشہ فیلبان فرہاد — وہ دونون دانت صفا ایک ایک جوے شیر

قطعہ

چلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین — خط شعاع سے اوسپر جو یہ نہو تحریر

مطلع ثالث

ہر ایک اسم عزیمت ہین اسم اعظم ہے
ہر ایک نسخہ شفا مین ہے نسخہ اکسیر

زمانہ کوئی گرفتار رنج عالم مین
چھڑے جو تیر سے تصدق ہین مجرمان اسیر

شہا ہے دم سے ترے زندگانی عالم
یہ تیر دم ہے وہ اعجاز عیسوی تاثیر

مثال خضر تو لے رہنمائے ملت و دین
جہان مین پیر ہو پر ہو کر استون سے پیر

تو وہ ہے حامی دنیا و دین زمانے مین
کہ تجھ سے زیب ہے دنیا کو دین کو توقیر

کیا شہان سلف نے مسخر ایک جہان
کیے ہین تو نے شہنشاہ دو جہان تسخیر

سحر سے شام تلک زر فشان ہے پنجہ مہر
نثار کرتا ہے ہر روز ایک گنج خطیر

فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدہ شکر
نشان سجدہ ہے زیب جبین ماہ منیر

یہ روز بہ سے ترے ہے جوان جہان کہن
کہے نہ کوئی دو شبنہ کو بھی جہان مین پیر

قطعہ

حیات بخش جہان تیرا مژدہ صحت
جو بخشے خلق کو عمر طویل و عیش کثیر

ہزارون سال سر ہر صدی نکال کے دانت
ہنسین اجل پہ جوانون کی طرح مرد پیر

جہان کو یون تری صحت کے ساتھ ہے صحت
صحیح جیسے کہ قرآن ہو مع تفسیر

یہ وہ خوشی ہے کہ فربہ ہون جس سے روز بروز
ہلال نسبت و نہم کی طرح بدن کے حقیر

پڑھون ثنا مین تری اب وہ مطلع روشن
کہ جسکا مطلع خورشید بھی نہوے نظیر

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب
ہر ایک گھر شب چراغ پر تنویر

کرے ہے صبح شکر خندہ اس فریب سے شام
کہ جس طرح ہم آغوشہ ہوں شکر و شیر

سنوارتی ہے جو شام اپنی زلف مشکین کو
سواد شب خطن پر ہیں لاکھ آہو گیر

نہال شمع سے ہر شب پھنے گل شبو
بہار عیش ہیں گلچین کی طرح سے گلگیر

ہنسے چراغ تو ایسے ہنسی ہیں پھول جھڑیں
حیات رنگ گل آفتاب ہو تغییر

رہے ہے چرخ پر ہر صبح جون صبوحی کش
باہیں درازی ریش آفتاب ساغر گیر

عجب نہیں ہے کہ آرایش زمانے سے
حنائی پنجے ہوں تاک چنار و بید انجیر

چمن ہیں ہے یہ درختان سبز پر جوبن
کہ زہر کھاتے ہیں سبزان خطۂ کشمیر

نکیو نکہ دیکھے گلشن کو یہ پڑھوں مطلع
کہ آئے ہے نظر اک قدرت خدائے قدیر

مطلع ثانی

ظہور نرگس و گل جلوۂ سمیع و بصیر
نسیم نکہت گل اطہر و لطیف و خبیر

شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگین
کہ قرص عنبر اگر ہے زمین تو گرد عبیر

عمل سے حوت تلک جا بجا ہیں تصویریں
بنا ہے عالم بالا بھی عالم تصویر

جہات ستہ سے بزم جہان ہے وسعت خواہ
کہ ہے ہجوم نشاط و سرور جم غفیر

زمانہ دشمن عشرت کا اس قدر قاتل
مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے تشویر

قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسرو ائمن کے ترا مژدہ جشن نوروز
آج ہے بلبل تصویر تک زمزمہ سنج

خبر عیش تری دے ہے چمن کو جا کر
زر گل پیک صبا پائے نہ کیونکر پا سنج

بادۂ جوش جوانی کی ہے گویا اک موج
تن پیران کہن سال ہے ہر چین شکنج

چند قطرے سے ہیں شبنم کے وہ بلکہ کتر
آگے ہمت کے ترے گوہر شہوار کے گنج

حسن نیت سے ہے تو یوسف مصر بخشش
دست حاتم میں بجا ہے کہ جو دین تیغ و مرنج

نقش جبت پر ہے جو غالب ترا سر پنجۂ ائمن
نقطے کو اوٹھنے میں جون نردبہ کیا گنجائش رنج

نہ بجھے آب سے آتش نہ خس آتش سے جلے
ایک سا ایک موافق کو مر نجان و مرنج

تیرے منصوبے کے تابع ہیں سب احکام نجوم
صفحہ تقویم کا گویا ہے بساط شطرنج

قصیدہ دوم

عیان ہو مطلع سے جب کہ اپنا نور انور
زبان سے ذرہ کے نکلے صدائے یا برزغفر

ہوا پیدا جہان میں جس گھڑی یہ نقش دلکش
نفس کا ہے سے آوازہ خوش از ذکر داور

کہے شاطر اگر پیچھے سے تیرے ہو مہ انور
تو ہر اک نقطہ ہو اک ناوک مژگان ستمگر

عیان ہو مطلع سے جب کہ اپنا نور انور
زبان سے ذرہ کے نکلے صدائے یا برزغفر

ہوا پیدا جہان میں جس گھڑی یہ نقش دلکش
نفس کا ہے سے آوازہ خوش از ذکر داور

کہے شاطر اگر پیچھے سے تیرے ہو مہ انور
تو ہر اک نقطہ ہو اک ناوک مژگان ستمگر

عید کو دیکھ ترے ساتھ خلائق کا ہجوم
کہے عارف کہ یہ کثرت میں ہے اظہار وحدت

لکھے گر خامہ ترا وصف بشیم اخلاق
تو ہر اک نقطہ ہو اک ناقۂ مشک تبت

منتہی ہوں نہ کبھی تیری صفات نیکو
اگر بیان کیجیے تا حشر صفت بعد صفت

ذوق کرتا ہے دعا یہ پہ اب ختم سخن
کہ زبان کو ہے نہ یارا نہ قلم کو طاقت

عید ہر سال مبارک ہو تجھے عالم میں
با شکوہ و حشم و جاہ و بجمع و صحت

خیر خواہوں کے ترے چہرے پہ ہو رنگ غازہ
اور بدخواہوں کے رخسار پہ اشک حسرت

قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسرو ائمن کے ترا مژدہ جشن نوروز
آج ہے بلبل تصویر تک زمزمہ سنج

خبر عیش تری دے ہے چمن کو جا کر
زر گل پیک صبا پائے نہ کیونکر پا سنج

بادۂ جوش جوانی کی ہے گویا اک موج
تن پیران کہن سال ہے ہر چین شکنج

چند قطرے سے ہیں شبنم کے وہ بلکہ کتر
آگے ہمت کے ترے گوہر شہوار کے گنج

حسن نیت سے ہے تو یوسف مصر بخشش
دست حاتم میں بجا ہے کہ جو دین تیغ و مرنج

نقش جبت پر ہے جو غالب ترا سر پنجۂ ائمن
نقطے کو اوٹھنے میں جون نردبہ کیا گنجائش رنج

نہ بجھے آب سے آتش نہ خس آتش سے جلے
ایک سا ایک موافق کو مر نجان و مرنج

تیرے منصوبے کے تابع ہیں سب احکام نجوم
صفحہ تقویم کا گویا ہے بساط شطرنج

صفحۂ عالم پہ برجیس سے تو ہم زانو
حجلۂ عیش مین ناہید سے تو ہم صحبت

ماہ نو ایک فلک پر ترے تو پر دو مین
نو فلک نوکرون مین تیرے قدیم الخدمت

کیسہ گوہر انجم ترا صرف انعام
طاقۂ اطلس گردون ترا وقف خلعت

نیت نیک تری آئینہ حسن عمل
عمل خیر ترا جلوۂ حسن نیت

ذہن عالی ہے ترا طائر شاخ سدرہ
طبع رنگین تری گلچین ریاض جنت

ترا افضال جہان کے لیے برہان کرم
ترا اکرام زمانے کو دلیل رحمت

علم ظاہر سے ہے یکسان تجھے دور و نزدیک
نور باطن سے برابر ہے حضور و غیبت

ذہن صافی ہے ترا پردہ دار معنی غیب
موشگافی ہے تری کوہ شگاف دقت

عقل مین شمس ہے تو علم مین کان گوہر
فضل مین کعبہ ہے تو حلم مین کوہ رحمت

تیری تدبیر پر از دفتر ہوش و فرہنگ
تیری شمشیر پر از جوہر فتح و نصرت

دعوت صدق پہ لائی ترے ایمان تصدیق
دست ہمت پہ کرے تیرے سخاوت بیعت

تجھسے راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب
تیرا حامی ہے نبی اور نبی کی عترت

عزم کو ہے ترے ہر عزم مین عزم بالجزم
قصد کو تیرے ہے ہر قصد مین قصد سبقت

قوت روح ملائک چمن قدس مین ہو
ذات قدسی کا ترے عطر قبائے عفت

کیا اللہ نے جب تجھسا ولی نعمت خلق
کیونکہ واجب خلائق پہ ہو شکر نعمت

جانب شرق سے نوری قلق بال کشا — جانب غرب ہی پرواز غراب ظلمت

چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم — شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت

نکہت گل جو ہوا مین تو ہوا عطر فشان — تازگی گل کو چمن سے تو چمن کو نزہت

کھلے ہی جاتے ہین سب غنچے رہی جوش نشاط — لوٹ ہی جاتی ہین گل بلبل بے ہنسی کی شدت

آج یہ جوش پہ ہے رحمت باری دیکھین — نرہی کلفت عصیان ہی جہان مین ظلمت

طفل نوشق کی مشقی کی طرح سو سو بار — دھوئے مستون کے سیہ نامی کو ابر رحمت

کہے یہ رند کہ او زہد فروش آگ نہ بیچ — مانگے گر بادۂ نوزہد کہن کی قیمت

قتل ہوا زہد کا قتل یا ہوئی زاہد کی تمام — سنتی ہی قتل مینا سے شراب عشرت

اس قدر ساز طرب ساز کی آواز بلند — چھیڑ تین گر تار کھرج کا تو ہو پیدا دھیوت

نغمہ بر لب کہین مطرب پر زہرہ جبین — جام در دست کہین منبع پہ مہ طلعت

لیکے انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی — اوٹھی ملتی ہوئی آنکھون کو کہین اہل اللت

چشم سرمست می نازنین کا جل پھیلا — لب میگون پہ سی کی پری پھیکی نگہت

بے نمک آیا نظر حسن مہ و انجم و چرخ — ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت

چونکہ مرغ سحری عرش سے آواز خروس — ہو گئی خواب کو آوازہ کوس رحلت

باغ عالم مین ہین مرغان اولی اجنحہ تک — مثل مرغان سحر نغمہ طراز عشرت

مطلع ثالث

گو تصوف سے ہو تو سوفی سجادہ نشین
بے مقدر نہ کرامت ہو نہ خرق عادت

علم سے لاکھ ہو شیخی تری پر بے تقدیر
نہ کرے کوئی بھی شیخ عمید الرحمت

یہ مقالات مثال قصص مصنوعہ
ہوئے اکابر جو افسانۂ خواب غفلت

لگ گئی آنکھ مری دیکھتا کیا خواب میں ہوں
کہ مجسم نظر آئے ہے نوید رحمت

اللہ اللہ رے حسن اوسکا کہ سر تا بقدم
تھا وہ خلقت کا تماشائے ظہور قدرت

یاد کر تا قدر عنا کو ہے اوس کے زاہد
دم تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت

چشم وحشی کو اگر اپنی وہ دکھلائے تو ہو
چشم آہو سے ہرن فشنہ جام وحشت

دل شامت زدہ کر درپے تدبیر ہلاک
زلف و آزون تھی وہ رخسار پہ و اتون تھت

آتش حسن سے اک شعلہ سرکش مینی
سوچہ دو دو لطیف اوسکی بھوؤنکی حالت

فوج مژگان وہ بلا ہے وصف آرا تو کرے
دست بیداد سے یکدست وہ عالم غارت

حیاہ بابل وہ وقن اور دھوان نیلوفا کسر
دل گرفتار عذاب اوسمین ہے ہاروت صفت

لعل شیرین کی حلاوت پہ جو دے جان حما
تو دم نزع بھی عناب کا چاہے شربت

نہ دم شرم تبسم سے لب اوسکے خوگر
نہ تغافل سے اون آنکھونکو نگہ کی عادت

کھولدے معنی معدوم کمر کی جنبش
واکرے عقدۂ موہوم لبون کی حرکت

شوخی و ناز کی تعریف مین اوسکی مطلع
وہ پڑھو نہین کہ جسپر سنکے ہو دل کو فرحت

کبھی مین رہتا سرد دی مین تھا ایسا مشتعل
کہ تھی ایک نفس ضبط نفس سے فرصت

کیمیا سے کبھی تصویر کش ہوہوات
کیمیا سے کبھی مین زر کش گنج دولت

کبھی مین شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس
کبھی علامہ کبھی صوفی صافی طینت

کبھی مین قرب نوافل سے تھا اعلی نیت
کبھی مین قرب فرائض سے تھا عالی درجہ

کبھی مین بارہ مقام اور کبھی چار مین بیت
مائل موسقی ایسا کہ ادا کرتا تھا

نظم مین نام مرا نثر مین میری شہرت
کبھی مین شاعر غرا ادب ان البلیغ

طبع موزون کی دکھاتا تھا جو سوز و نیت
کبھی کرتا تھا عروضی کا بھی مین قافیہ تنگ

کبھی مصحف مین نظر میری سیر ہر آیت
کبھی پیش نظر انجیل و زبور و توریت

زندہ و پاژند مین کرتے تھے مری نیت
کبھی نسدشتیون مین ایسا کہ سارے موبد

کرون اک بات سے پنڈت کی کتھا مین گھنٹ
کبھی پاگمی شاستر و بید و پران

کبھی اخبار و تواریخ مین صاحب خبرت
کبھی مین نغز و معما مین نہایت ذی ہوش

عاقبت پایا تو بان البلد کو اہل جنت
آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر

فایدہ کیا جو ہر اک فن کی کھلی ماہیت
فایدہ کیا جو ہر اک علم کی جانی تعریف

فایدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت
فایدہ کیا کہ جو دیکھی کتب ہر مذہب

کہ بہر شکل ہو اک تازہ محل صورت
عقل سے گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا

ہوگیا علم حصولی تھا حضوری مجھکو
تھا مرا ذہن نہ محتاج حصول صورت

جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام
عقل کو تجربے کی اتنی ہوئی تھی کثرت

نہ غرض مجھکو نتیجے سے نہ شکل سے کام
تھی مری فکر کو ہر شکل خطائے عصمت

ذہن مین سب مرے حاضر صور علمیہ
پر جتانی نہ تھی منظور مجھے علمیت

چار و ناچار جو ترغیب سے یار و نے کبھی
درس و تدریس پہ آجاتی تھی مجھکو رغبت

کبھی نحو مین تھی مری قاعدہ صرف مین صرف
کبھی تھی نحو مین ہر نحو مجھے محویت

کبھی منطق کو تفوق تھا مرے ناطقے پر
تحت حکمت ہو یہ فن گر پہ ہے تحت حکمت

کبھی مین کرتا تھا تصحیح معانی و بیان
کبھی مین کرتا تھا توضیح نجوم و ہیئت

کبھی تقسیم فرایض کبھی تفہیم اصول
کبھی تعلیم عقاید بکتاب و سنت

کبھی تھا علم الٰہی کی طرف ذہن رسا
کبھی کرتی تھی طبیعی مین طبیعت جودت

کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا مانند حکیم
کبھی بشل متکلم مجھے پاسر ملت

کبھی کرتا تھا قدم چرخ کا ثابت بہجات
اور کبھی کرتا تھا باطل بسما انشقت

کبھی انکار قیامت پہ مین لاتا تھا دلیل
کبھی تکرار تناسخ پہ مجھے سو حجت

حشر اجساد مین تھا گاہ تردد مجھکو
کبھی عالم برزخ مین مجھے اک حیرت

کبھی تھی عرصۂ تدویر فلک کی مجھے سیر
کبھی مین ناپتا تھا سطح زمین کی وسعت

استعداد جاتی رہی عالم سے بیماری کے ساتھ
نام گلشن مین نہین ہے نرگس بیمار کا

واقعی کس طرح سے صحت نہ اک عالم کو ہو
جبکہ ہو اوسکی نوید غسل صحت جانفزا

وہ وفی عہد زمان مرزا محمد بوظفر
اوسکی قوت گر ضعیفون کو بنا دے اقویا

تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہین برگ زرد
ہون قوی دل وجان مثل اوراق طلا

شادی صحت سے اوسکی آج ہو کر شاد شاد
تہنیت خوانی مین ہین سرگرم سب عہد و سدا

مین بھی اس شاکر چمن محفل مین وہ مطلع پڑھون
بلبل تصویر سنکر بول اوٹھے مرحبا

مطلع

آج ہے عالم مین وہ روز سعادت انتما
دے اگر زاغ و زغن بیضہ تو ہو پیدا ہما

مژدہ جان بخش صحت ہے ترا ماء الحیات
جس سے جون سیماب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا

ہے بقائے عمر سے تیری بقائے عمر خلق
ذات سے تیری جہان مین چشمۂ آب بقا

قطرہ افشانی سے آب غسل صحت کی ترے
ہون در خوش آب پیدا اس قدر قوت فزا

ہو دین استعمال یاقوتی مین وہ ہوتی اگر
بخشے پیران کہن کو نوجوانون کے قوا

جسم کو مل مل کے دھویا تو نے جسدم وقت غسل
گرد کلفت کو دل عالم سے گویا دھو دیا

دل عدو کا سنگدل کا تھا شتاب تو نے جو سخت
زیر پا پامال ہوتا تھا بر نگ سنگ پا

خوردہ گل کو صبا لائی تصدق کے لیے
دے گیا ابر بہاری نذر در بے بہا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصاید

واہ وا کیا معتدل ہے باغِ عالم کی ہوا
مثل نبضِ صاحبِ صحت ہے ہر موجِ صبا

بھرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم بادِ بہار
بنگیا گلزار عالم رشکِ صدر الشفا

ہے گلوں کے حق مین شبنم مرہمِ زخمِ جگر
شاخِ بشکستہ کو ہے باران کا قطرہ سومیا

ہوگیا سوقوف یہ سودا کا بالکل احتراق
لالہ بے داغِ سیہ پانے لگا نشوونما

ہوگیا زائل مزاجِ دہر سے یہانتک جنون
بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا

ہوتا ہے لطفِ ہوا سے اس قدر پیدا لہو
برگ مین ہر نخل کے سرخی ہے جون برگِ حنا

پانی یہ اصلاحِ صفرا نے کہ دنیا مین کہین
زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا

ہر مزاجِ بلغمی مین ہوتی ہے تولید خون
چاندنی کا پھول ہوگر ارغوانی ہے بجا

طاق سے تو اتار لے شیشہ
طاق پر رکھ کتاب اندیشہ

شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان

مین ہون مانند ساغر لبریز
جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز

جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے
پانؤن توبہ کے لڑکھڑانے لگے

قطعہ

کر دے یہانتک مجھے نشے مین چور
تاکہ مانند خوشۂ انگور

دل کے سارے پھپھولے توڑونمین
نکتہ باقی کوئی نچھوڑون مین

شب ہجران بسر نہین ہوتی
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی

بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی

شام سے حال ہے یہ صبح تلک
نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیون نہین بولتے سحر کے طیور
کیا شفق نے گھلا دیا سیندور

جان بیتاب جیسے بیکل برق
وہ بھی گرم رہ فنا کا ہے برق

نبضین چھوٹی ہوئی غشی طاری
ایک فرقت ہزار بیماری

دل سے رخصت ہوئی تاب طاقت کی
بیقراری نے استقامت کی

ہوس سیر باغ ہے کسکو
دل ہے کسکو دماغ ہے کسکو

غیر مرتومہ

شکر تو نے روکا سبکو میرے پاس آنیسے
اجل بھی گر کبھی آئی تو شاید کچھ بہانے سے

اگرچہ بے چکا ہے تو دل و دین اک زمانے سے
نہیں آپہ بھی اے کافر ترا ایمان گھٹانے سے

پڑے تسبیح زاہد پہ نگاہ مست گر اوسکی
توٹپکے بادۂ انگور اوسکے دانے دانے سے

ایضاً

اک صد سہ زور دسر سے مری جان پر تو ہے
لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے

وہ دل کہ جسمین سوز محبت نہو ذوق
بہتر ہے اوس سے سنگ کہ اوسمین شرر تو ہے

ایضاً

رات جون شمع کٹی ہمکو جو روتے روتے
بہہ گئے اشکون مین ہم صبح کے ہوتے ہوتے

اشعار غزل کہ در مطلع آن نوشتہ بالا است

اثر ہونا لۂ بید رو مین اتنا تو لے بلبل
کہ ٹپکین جا بجا شبنم اشک انجم چشم گردون سے

یہ عالم ہے وہ خمخانہ کہ جس مین دور گردون نے
گل حکمت کیے کتنے ہی خم خاک فلاطون سے

ترے مجنون کے تن پر لاغری کا قطع ہی جانے
کہ سر ہی پیرہن وہ ایک برگ بید مجنون سے

اوڑائین پون جا دو گر بلا سے ہم نہین ڈرتے
پر اپنا دم ہوا ہوتا ہی اوس چشم پر افسون سے

غزل

اشعار متفرقات مثنوی

چاہیے نام اوسی کا لے خامہ
زینت نامہ زیب سر نامہ

فلک اوسکی نمونہ قدرت کا
اک قلمدان ہزار صنعت کا

رنج قرطاس کو صفائی دی
اور سیاہی کو روشنائی دی

مصرع قد سرو بالا
مصرع نالا

دیا قمری کو
کیا عاشق کو
کی عطا نوطون کو
تختہ مشق جف
گلگ ۱۰۱
طاق

باقی ہم قومہ بالا

ہم پوچھتے ہی جہان سے معدوم ہو گئے
اپنی نظر سے گر کے سبک الاخری ہوئے
اک حال زار لفظ سے ظاہر ہو سر بسر
سے ماہ سوا لیکھ بلا آخری ہوئے
رسوا نہ ہوئے کرتے ذوق اپنی چشم پوشی
ہم اپنے آپ باعث پردہ دری ہوئے

مطلع

دل دیکھ کر ہمارا عجب مبتلا ہوا
ہم بھی ہوئے خراب تو بے دل بنا ہوا

مطلع

کہتے ہیں جو ہو عرض دل اس بت سے مدعا
کیونکر زبان ایک دہن میں ہو دو دعا

مطلع

کہتی ہے ایک جب سخن اس سے انسان دو
کہتی ہے زبان ایک دہن میں گمان دو

اشعار غزل مرقومہ

دیدۂ آبلۂ پا کا یہی رونا ہے
کہ نہ پوچھا ہو کہیں مجھ سے کسی خار کو نے

ہوش کو بیچ کے لے دار دی بیہوشی تو
ذوق ہوش کو آرام ہے ہشیار کو نے

اشعار غزل مرقومہ

اے دل وہ سر غمزۂ پنہان عیاں نکر
آنکھوں سے دیکھ اور زباں سے بیان نکر

آہوں میں دود دل جو نکالوں تو وہ کہے
اے تفتہ جان ہوا ہو یہاں سے دھواں نکر

تتمہ مرقومہ بالا

جگر اور دل کا جتنا حوصلہ تھا تل گیا سارا
نگہ کے تیر کا ہونا ترازو اسکو کہتے ہیں

عدو و نیش زن ہر دم میرے درپے ایذا
یہ موذی زہری ہے گا گانٹھ بچھوا اسکو کہتے ہیں

جو پوچھے عقل یہ مجھ سے بتا کیا نام ہے تیرا
کہوں دیوانہ چشم پر پر و اسکو کہتے ہیں

کبھی شیریں ندا سے کوہکن نے کوہ کو کاٹا
محبت یہ نہیں ہے زور بازو اسکو کہتے ہیں

مطلع

رخصت جو ہمیں ہو کر جاتا وہ اپنے گھر میں
گھبرا کے پہونچتے ہم وہاں اونسے پیشتر میں

مطلع

جاتے ہیں اب تو کوچۂ لالہ فام کو
اپنا تو بس سلام ہے دار السلام کو

ایضاً

وہ مست طالع اختر کی ہے دور دن آئے ہیں
کہ فلک کو بھی نگوں سار ہے پھرتی ہے

ایضاً

نہ بھولے کر بھی یاد نہیں سب کو بھلا بیٹھے

مطلع غزل مرقومہ

ہے آرزو ہی چشم سحر آفرین سے
نعیم

رباعی

چشم اوسکی نشہ سے جب گلابی ہو جاے
صوفی اوسے دیکھہ کر شرابی ہو جاے
دکھلائے جو وہ روے کتابی لے ذوق
سب مدرسہ کا فر کتابی ہو جاے

رباعی

ان آنکھون سے رو ے لالہ گون بھی دیکھا
اور اونکو پر از اشک خون بھی دیکھا
کیا کیا دیکھا نہ رنگ بدلے ذوق
یون بھی دیکھا جہان کو دون بھی دیکھا

رباعی

دنیا کے الم ذوق اوٹھا جائینگے
ہم کیا کہین کیا آئے تھے کیا جائینگے
جب آئے تھے روتے ہوے آپ آئے تھے
اب جائین گے اورونکو رولا جائینگے

قطعہ

جنکو اس وقت مین اسلام کا دعوی ہے کمال
دیکھتا ہون کہ اب آے ذوق مین اونکا اوال
طرح سے کہ ہنسا دے کو بید نیون کے
نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر نقال

اشعار غزلیات مرقومہ وغیر مرقومہ کہ بعد ترتیب دیوان دستیاب گردید تتمۂ اشعار غزل ناتمام مرقومۂ بالا

نیچہ جب مرے قاتل نے بغل مین مارا
جو چڑھا منہ اوسے سیدان اجل مین مارا

اشعار غزلیات غیر مرقومہ

وہ ہے بیمار جو الفت سے دل آرام کی ہے
جی گیا خون ہی کو آزار ہی آزار کی ہے

دیدہ

دل مرا جام شراب اور ہے خمخانہ شراب
ہے خیال اسکو سویدا کہ یہی جام شراب

پھیرے اون کی جو ہو دشمن جام شراب

غزل کی ہو جو ہو دشمن جام شراب

مطلعہای غزل مرقومہ بالا

مطلعہای غزل مرقومہ

دیوان ذوق

۶۷

اگر کہون یہ مضمون بانداز نالہ و شور کا
یون صبر خانہ سے مین کام لیتا اگر صبور کا
نخ مین بھی وہ جان تھا اوس زلف مین خم و پیچ
تھا وہ شہ بت مین فر و آیات اونکو ر کا

غزل مرقومہ

آخر کو فیض بیعت دست کسی سے پایا
ہے سخن آگین بھی مرید مین ہاتھ کیا

مطلعہای غزل مرقومہ بالا

رباعی

گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری
کہ تجھکو اب نہ غم نیست ہے نہ شادی ہست

کہا یہ اوسنے کہ قید حیات مین انسان
کبھی نہوگا دل آسودہ گو ہو ہمت پست

اوٹھائی ہاتھ جہان سے ولیک کیا امکان
کہ بافراغ کرون کنج عافیت مین نشست

چھٹا جو کوئی گرفتار یون ہے دنیا کی
تو سلسلے مین فقیری کے پھر ہوا پابست

رہا وہ خدمت مرشد کے قید مین برسون
کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست

گر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلی پر
کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست

جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اوسکو
تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالادست

ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی
کہ نفس دشمن سرکش ہے اسکو دیجے شکست

جو ہوشیار رہے تو ہے وہ شرع کا پابند
پھنسا ہوا ہے وہ کیفیتون مین گر ہے مست

نہین ہے دام علایق ہی مطلق آزادی
مجال کیا کہ نکل جاوے کوئی کرکے جست

کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ
گیا زبان سے نکل اوسکی جیسے تیر از شست

کہ کر دقطع تعلق کدام شد آزاد
بریدۂ زہمہ باخدا گرفتار است

رباعیات

کیا جانینگے اے ذوق بجز خاص عوام
اعلی جو علی کی ہے امامت کا مقام

جو لوگ صف اول میثاق مین تھے
پوچھے کوئی اونسے کہ وہ کیسا تھا امام

رباعی

اے ذوق کریگا کوئی دنیا کا کیا ترک
جب ہم سے نہین ہوتی ہے یہ بلا ترک

دنیا ہے بری بلا اسے کیجیے ترک
جب ہم سے نہین ہوتی ہے یہ بلا ترک

رباعی

اے ذوق بھی تو ہوتا ہے کیا کیا مصروف
جب پیر ہوا ہے خراب ہوا

رباعی

دل اپنا ہے ہم دم سے تو کرتا ہے یہ کام
جس طرح کہ گلبن سے ہو نرگس کا دوکان

اے ذوق فلک پہ سے ہا رہ جیتے
سودہ ہون نہ کیون زر افلک بارہ کا

رباعی

جب ہاتھ کرہ مین ہو تو کیا ہو ہے ہے
سب کیا ہے جو کوئی کام ہمارے ہوگا

جو کچھ کہ ہوا ہوا ہے جو کچھ ہوگا
تقدیر سے کچھ زیادہ کم سے ہوگا

رباعی

نہ ہو علی کے دوست دوزخ اور تین
نہ ہو علی کے دوست دوزخ اور تین

رباعی

لے ذوق کا ہون اور تو شاہ دوعالم
چھٹکارا ہے تا شاہ دوعالم سے کرے

ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش فزون ہے — جو آہ ہے سینے مین سو فوارۂ خون ہے
پھر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بھی الٹی — برگشتہ و قسمت ہے مری بخت نگون ہے
دل کرتا ہے اوس کوچے کا جب قصد تو لیتا — طایر کی جگہ رنگ پریدہ سے شگون ہے
قایم ہے بنا درد کی فریاد سے میری — جو نالہ ہے ایوان محبت کا ستون ہے

فرد

قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر — سو بھی آکر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی

مطلع

الفت کا مزا جب کوئی مر جائے تو جانے — یہ درد سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جانے

مطلع

کہتے ہین لوگ موت تو سب جای جاے ہے — پر میرے پاس اوس سے بھی کوئی کھای جاے ہے

قطعہ

کہون اے ذوق کیا حال شب ہجر — کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے
نہ تھی شب ڈال رکھا تھا اک اندھیر — مری بخت سیہ کی تیرگی نے
شب غم شمع سان ہوتی نہ تھی کم — اور آتے تھے پسینون پر پسینے
یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے — کہ او بے مہر بد اختر کمینے

قطعہ

کل ایک تارک دنیا سے ہو گیا جو دوچار ذوق
کہا کہ تو بھی ہے کیا اوس کے ساتھ جانے کو تیار
کہا کہ ہاں مجھے جانا ہے اوس کے ساتھ ضرور
کہ اوس کے بن نہین رہ سکتا ہرگز میرا کار

مطلع

عیان ہے عشق کی گرمی ہویدا سوزشِ دل سے
کہ آتا اپنا اشکِ سوختہ مانند فلفل ہے

فرد

مجھے گمراہ بھی تھا کشتیِ طوفان زدہ اسا
وہ ہون جو بن طفل اشک نے غت رسید دین الکپن سے

ناتمام

کوئی ان تنگ دہانون سے محبت نکرے
اور جو یہ تنگ کرین شکایت نکرے
عشق کے داغ کو دل مہرِ نبوت سمجھا
ڈرہے کافر کہین دعوای نبوت نکرے

مطلع

درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ہو نمین لفظِ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

مطلع

جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی

مطلع

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے

مطلع

کتنے مفلس ہوگیے کتنے تونگر ہوگئے
خاک مین جب مل گیے دونون برابر ہوگئے

مطلع

عیان ہے عشق کی گرمی ہویدا سوزشِ دل سے
کہ آتا اپنا اشکِ سوختہ مانند فلفل ہے

ناتمام

کوئی ان تنگ دہانون سے محبت نکرے
اور جو یہ تنگ کرین شکایت نکرے
عشق کے داغ کو دل مہرِ نبوت سمجھا
ڈرہے کافر کہین دعوای نبوت نکرے

مطلع

درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ہو نمین لفظِ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

مطلع

جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی

مطلع

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے

مطلع

کتنے مفلس ہوگیے کتنے تونگر ہوگئے
خاک مین جب مل گیے دونون برابر ہوگئے

ناتمام

کتنے ہین یون تو جھوٹ نہین پانون جھوٹ
جھوٹے ہو تم بھی جھوٹ نہین پانون جھوٹ
چلیا ہو فوق قیس کی دم جھوٹ کھوٹ
کرتے ہو کیون جواب ہو جب تک طلب نہ ہو
دیوانے جب تک طلب نہ ہو

مطلع

آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی
جب یہ عاصی عرق شرم مین تر جائیگا

ہم نہین وہ جو کرین خون کا دعوی مجھسے
بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو مکر جائینگے

شعلۂ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤن
پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھکے ڈر جائینگے

ذوق جو مدے کے بڑے ہوئے ہین لا
اونکو میخانے مین لے آؤ سنور جائینگے

مطلع

لاشے کو بھینک دیجے مرے کہ دفن کیجے
مردہ بدست زندہ جو چاہے سو کیجے

مطلع

معلوم ہوا ابنی دو ابرو کے بتان سے
ایک تیر ہے گویا کہ ملا ہے دو کمان سے

ناتمام

دل بچے کیونکر نگاہ چشم شوخ و شنگ سے
اپنا گھر تو سوجھتا ہے سیکڑون فرسنگ سے

او تغافل کیش جلدی آ کہ تو واقف نہین
اوس دل بیتاب و جان مضطر کے ڈھنگ سے

بل بے باریکی کہ گویا اوسکا ہر تار سخن
جستہ جستہ نکلے ہے وہان تنگ سے

ذوق زیبا ہے جو ہو لبہائے سفید شیخ پر
وسمہ آب رنگ ہے مہندی مے گلرنگ سے

مطلع

ڈسا ہو کاہے کو کافر تو ہو فسون کے ارسے کھیلے
وہان وہ گیسو کا تیرے مارا نہ سنبھلے ہوا نہ ٹھہرے

مطلع

آفت ہے ترے کوچے کو بھی حسرت گناہ کی
کانٹا لگا نہ تجھ کو وہان طرح سیاہ کی

عیان

مطلع

گاہ بھی ناقل اوس پیکر طبعی اور کی
گاہ بہ خیل کرے نالی وہی کان کی طرح

مطلع

بیقراری کا سبب پوچھو تو پیکان کی طرح
نا اسیدی ہو تو ہو استقامت کی طرح

ناتمام

مری تو بہ پہ تو بہ تو ہو استغفار کی طرح
اگر انسان خاتم ہو تو ہو عصیان کی طرح

ہوا و حرص مین کیون آسکی ہو اوڑ کر ہوا
وہ ہون مین پرچم کی طرح

ناتمام

عذر دوش کرتے ہو کیون بیجا سوختہ سوزش
تجھ سے تجھ سے تجھ سے

مطلع

اگر اوٹھ کوئی پوچھے کہ کیون نالان ہے یہ کوہ
تجھ سے تجھ سے تجھ سے

مطلع

اگر اوٹھ تو آزردہ ہو بیٹھ تو خفا ہے
لگا ہاتھی کو اپنے روک جی سے دل لگا ہے

مطلع

دل کہان بہ وفا ہے
جی سے گیا نہ تجھ کو بھی

مطلع

کلید قفل دل فریاد ہے مثل پنبہ ای
بسے خاطر نہ دشمن محبت کو نہ بنبہ ای

مطلع

بسے خاطر نہ دشمن محبت کو نہ بنبہ ای
کلید قفل دل فریاد ہے مثل پنبہ ای

مطلع

راتون کو نہ ہو حق کرلے شیخ سنا جاتی
سوتے ہوئے چونکینگے رندانِ خراباتی

مطلع

قطرہ قطرہ آنسو بسکی طوفان طوفان شدہ ہے
پارہ پارہ دل ہے جبین تو وہ تو وہ حسرتے

قطعہ

اے ذوق بس نہ آپکو صوفی جتایئے
معلوم ہے حقیقتِ ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدے سے ابھی منہ چھپا کے تم
دابے ہوئے بغل مین صراحی شراب کی

مطلع

کیا ہم سخنی کرتا ہے اوس گل کے دہن سے
غنچے سے یہ کہدو کہ چٹک جائے چمن سے

مطلع

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

مطلع

ہم ہین غلام اونکے جو ہین وفا کے بندے
اسکو یقین جانو کر ہو خدا کے بندے

قطعہ

تو بھلا ہے تو برا ہو نہین سکتا اے ذوق
ہے برا وہ ہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے
کیون برا کہنے سے تو اوسکے برا مانتا ہے

مطلع

ہو جاون نہ کیون قتل کے کوچے مین فدا جانی کی شامت ہے
اتنے ہی گرے کوچے مین جتنی کی سزا ہے

مطلع

کھل جائے کلی کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلائے
حسرت اون غنچون پر جو بن کھلے مرجھا گئے

مطلع

آج تنہا خفا فی سے ہین کہ مین
گل کدے ہو وصل کے عالم مین نظر مین پھرتے

مطلع

ہم ہونگے وہ ہونگے وہ ہونگے وہ ہونگے
کون سے دن کہ یہ آرزو نہین ہے

مطلع

مجھپہ ظالم تری ہر روز چھری ہے

فرد

کیا بشر ہاتھ یوسف کیا مالک ہا روحا سے جگہ سے

مطلع

خط سبز بھار لفین جسکی ہے
حسن کی سبز کا مین جنت کا ہے

انتہام

لے ذوق نکر نور مین آمیزش ظلمت | کیا کام تبرے کو محبت مین علی کی

ناتمام

مقابل اوس رخ روشن کے شمع گر ہو جائے | صبا یہ دھول لگائے کہ پھر سحر ہو جائے
ہمارے سینے مین وہ آہ آتشین ہے ذوق | جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جائے

ناتمام

کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے | کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے
بلاسے ہووے مرا مرغ نامہ بر بھوزا | کہ اوسکو دیکھکے وہ منہ سے خوشخبر تو کہے
ہر ایک شعر مین مضمون گریہ ہے میرے | مری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کہے

مطلع

اوٹھا تا عشق مین کیوں ایدل نادان جو بکھون ہے | ابھی تو مال جو کھون ہے پھر آگے جان جو کھون ہے

مطلع

ہمیشہ کام تھا مجنون کو تو صحرا نوردی سے | بسایا خانہ زنجیر نے پا میردی سے

مطلع

جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہے | کہ مین صورت ہون وحشت کی وہ یون ہی گھومتا ہے

مطلع

قطعہ

قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق مین ناداں | کہ یہ وہ راہ ہے جسمین ہے ذوق
گذرنا اس راہ سے سو بھی ہے تو یہان | جو کوئی ابلہ پا ہے سو بھی ہے تو یہان
ترے دل مین نہ ہو وہ بھی تو طوفان ہے | ترے سر مین نہ ہو وہ بھی تو سامان ہے

مطلع

ذوق

ایک طعمہ پہ چھلیان دو کشتی ہے اس مین | کیا کہون اوس ابرو پہ وہ شوخ کمان ہے

ف

کہتے ہین آج ذوق جہان گذران کا | کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

ف

عزیز دنیا ہے کیا کہ دیکھے گا غفلت سا بانی کی | اگر جیون ہے تو جانا ہے اک دن زندگانی کی
کہان ہم اور کہان عشق اے ذوق | ہمیں حضرت عشق نے یہ قدر دانی کی

ف

نقد صدق اپنا ہے کذب اگر صدق ہے | کیا ہی صحیح کاذب یان ہے

مطلع

ذوق

مطلع

ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی
ہوتی نہ محبت تو کچھ آفت بھی نہ ہوتی

مطلع

مصروف چارہ دیکھ کیا چارہ گر کو میرے
مرچین سی لگ رہی ہین زخم جگر کو میرے

مطلع

جو دل نہ کشمکش طرۂ دو تا مین پڑے
تو پھر بلا کو غرض ہے کوئی بلا مین پڑے

مطلع

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

مطلع

پیئین مے آشکارا ہو کسی ساقیا چوری
خدا گی گر نہین چوری تو پھر بندے کی کیا چوری

مطلع

مٹی سے مٹی اپنی جو تربت مین مل گئی
جو کچھ کہ تھی مراد محبت مین مل گئی

مطلع

بدنبالے زیر گردون گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہ ویسی سنے

مطلع

لحد کو چاہیے یون پیر پشت خم دیکھے
سرا کو جیسے تھکا اونٹ دمبدم دیکھے

مطلع

دل بخش جا بخش پہ جان جاہ پہ نثار
عیسائی ہو ذوق دین پہ ہو موسائی پہ نثار

مطلع

کیا آب دل جلون کی ہو برق لال گر کے
دوزخ بھی ہو تو اوسی جلون پہ ہال کر کے

مطلع

ہوس مین کعبے کی کیون شیخ بتخانے کو جاتا ہے
یہان تو کوئی صورت بھی وان اللہ کی ہے

مطلع

گر دیدۂ خونبار کو اپنی دو بلا دے
اے ابر کرم اوسکے سر پہ جا کے گھٹا دے

ناتمام

فلک کا قرض دینا ہے میری شامت کا
جب ہی تو ہر عروس کی زبان پہ میرے مرگ کا سوال ہے

ناتمام

کہ گنبد مین ترے ہی زبان پہ میرے مرگ کا سوال ہے
پکار کر کہا اپنا نام ذوق نے

مطلع

طفل کتب ہے تو مکتب مین کہ گنبد مین بسم اللہ ہے
تو اے ذوق مین کہ پکار اٹھا ہو پکار جا ہے

جا کے اکبار نہ پھر نا تھا جہاں واں مجکو
بیقراری ہے کہ سو بار لیے پھرتی ہے

ناتمام

لائی حیات آئی قضا لیچلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہمسا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار
جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بُری چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

ہو عمر خضر بھی تو ہے معلوم وقت مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

ناتمام

سہ مین کہان جو تمسہ نخ سیم تن مین ہے
پردہ سا عنکبوت کا مقنع کہن مین ہے

دم کو ہمارے سینہ مین اکدم نہین قرار
یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن مین ہے

حرف آئے مجھپہ دیکھیے کس کس کے نام سے
اس رنگ سے عقیق کا دل خون مین مین ہے

رنگین سو ہے اسکے گل نو بہار سے
اگلا جو برگ زرد کوئی اس چمن مین ہے

وہ دل کہ جو لا سکے جبین جبین کی تاب
زیر شکنجہ زلف شکن در شکن مین ہے

ناتمام

ہنگام بوسہ گرم جو وہ اک ذری ہوئے
شکر تھے لب سے پیشتر سے شکر تری ہوئے

ہم جا خاک وحشی چشم بتان پہ کھاتے
لیکن ہرن کھڑی نہ رہے بن ہری ہوئے

ناتمام

مطلع

ہمتن شوق ہے زبان بتان سیمتن کو
چاہیے ہے زبان نہین کوئی کن کے واسطے

ناتمام

دیوان ذوق ۵۹

ایک گلگل ہے بس شوخ غمزے کے واسطے
ہم نے ڈھونڈھا ہے چمن پر سو تیرے واسطے

ناتمام

فعل شکل مہ نو جب سے تو سن کہتے ہیں
چاند ہوا اور فلک پر مہ روشن کہتے ہیں

اپنے کیا لعل ہے تیرے ہی دہن کے نزدیک
نوسے کی مانگتے ہی پہلے رخ روشن کہتے ہیں

اشتیان ہو چو ہرغان ہوا کا بر باد
بند کرتے ہے دیوار کے روزن کہتے ہیں

متفرقات

مطلع

ہے اخیر بعد از فرگ دوستی کی ہوسنا
ہے ابتدا ہی سے تا انتہا جب خط ہوا تو ہوا

تو آنکھ مین نہ سرمہ و نبالہ دار دے
مفتون چشم کو یونہین اک وار مار دے

چمکا نہین تو چھلے کا گل اے نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو نہار دے
یان وہ نشے نہین جنھین ترشی اوتار دے

کیا خاک بھبھ جان کو نی جان نثار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے

جولان سمند ناز کو لے شہسوار دے
تو سرمہ چشم ماہ مین میرا غبار دے

ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہے یون فغان دل امیدوار صبح
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے

لے وام داغ دل سے مرے سوزش آفتاب
وعدے پہ روز حشر کے پرکون اودھار دے

بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے

عاشق نہ بدلے انجم گردون سے اپنا اشک
کیون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے

پشتے سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پوچھہ مت راہ وفا اس نگہ پُرفن سے
رہنمائی کی نرکھہ چشم دلا رہزن سے

تیغ تو اونچی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا منہ کا مکر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

وان ہلے ابرو یہان گردن پھیری ہم نے تیغ
بات کا ایما بھی پانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
پیشوا لینے کو جانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

ہمنے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
تیوریون کا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

کیا ہوا اے ذوق ہین جون مرد مک ہم روسیاہ
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جاے

زبان پیدا کرون جن آسیا سینے مین پیکان سے
دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غایب ہے گریبان سے

اوڑا لے مخوب گلچہرے نکل مجنون نے زندان سے
کہ ہر سو گلفشانی ہے شرار سنگ طفلان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
گرا تھا یہ بھی اشک سرخ آلود اوسکی ژرگان سے

شرارے متصل نکلے یہان تک سنگ طفلان سے
کہ چمکے ہے سر مجنون پہ بجلی سنگ باران سے

یہانتک ناتوان ہین ہم گذر جائین اگر جان سے
اوٹھائے مور لاشے کو ہمارے دست ژرگان سے

اسی داعی سے وا یہ طفل کو افیون دیتی ہو
کہ تا ہو جاے لذت آشنا تلخی دوران سے

ناتمام

تپش سے عشق کے یہ حال ہے مرا گویا
بجائے مغز ہے سیماب استخوان کے لیے

مرے مزار پر کس طرح سے نہ برسے نور
کہ جان دی ترے روئے عرق فشان کے لیے

الٰہی کان میں کیا اوس صنم نے پھونکدیا
کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پہ سب اذان کے لیے

نہیں ہے خانہ بدوشوں کو حاجت سامان
اثاثہ چاہیے کیا خانۂ کمان کے لیے

نہ دل رہا نہ جگر دونوں جل کے خاک ہوئے
رہا ہے سینہ میں کیا چشم خونفشان کے لیے

نہ لوح گور پہ پستوں کے ہو نہ ہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم مے کوئی نشان کے لیے

اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانۂ یاس
بہشت ہے ہمیں آرام جاودان کے لیے

وہ مول لیتے ہیں جس دم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجھی پر ہیں امتحان کے لیے

صریح چشم سخن گو تری کہے نہ کہے
جواب صاف ہے پر طاقت و توان کے لیے

مثال نے ہے مرا جب تلک کہ دم میں دم
فغان ہے میرے لیے اور میں فغان کے لیے

بلند ہووے اگر کوئی میرا شعلۂ آہ
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے

چلے ہیں دیر کو مدت میں خانقاہ سے ہم
شکست توبہ لیے ارو خان مغان کے لیے

وبال دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے

بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
زبان دل کے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے

سنے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہیں
بجا ہے ہول دل اونکے مزاجدان کے لیے

پرے جا کر بھی دنیا ہی بھی گر ڈھونڈ دوڑا مین — تو خالی خاک آدم سے نہ چپا پھر زمین نکلے

خدا رے دور بینش اور اس چشم تصور کو — کہ لاکھون کام اس سے دور کے بے دور مین نکلے

تصور اوس لب شیرین کا آجاوے اگر دل مین — تو آنسو ہو کی شربت خون ہو کر انگبین نکلے

سمجھے دل مین جو حسرت ہے نکالون مین کہان اوسکو — نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمین نکلے

سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب یار خرابات اپنے نکلے ہمنشین نکلے

ہم تمسا عدد اپنا کسیکو نہین پاتے — تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے

غنچے ترے غنچہ دہنی کو نہین پاتے — ہنستے ہین مگر تیری ہنسی کو نہین پاتے

کیون ہمدیا دل تجھے او سنگدل اپنا — کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے

وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہین دل مین — لیکن نہین پاتے تو خوشی کو نہین پاتے

لیتے ہین شب وصل مین ہم اوسکی جو بوسے — وہ لب پہ سحر رنگ مسی کو نہین پاتے

ہین ایسا کہین گم ہون کہ یاران عدم بھی — گم ہو کی مری گم شدگی کو نہین پاتے

معلوم نہین اوسکے دہن ہے کہ نہین ہے
اے ذوق ہم اس سر مخفی کو نہین پاتے

نبض بھی ہے کہان میری فلاطون چلتی — ہی یہ ضعف ابتو کہ چیونٹی بھی نہین لون چلتی

بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اوس ظالم کی
کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہے

دیتی شربت ہی کسے زہر بھری انکھ تری
عین احسان ہے وہ زہر بھی گر دیتی ہے

دمبدم زخم پہ اک زخم ہے دم لینے کی
مجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہے

تپ دل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار
اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہیں میری طرف سے لے ذوق
کان اوسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

مرے جو موت کی عاشق بیان کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

غرض تھی کیا تری تیروں کو آب پیکاں سے
مگر زیارت دل کیوں کہ بے وضو کرتے

اگر یہ جانتے چن چنکے ہمکو توڑیں گے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

یقین ہی صبح قیامت کو بھی صبو کش
اوٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن اے منصور
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہین رفو کرتے

عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تیمم اب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو ہمسے اوسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب دل ہے واہ ہمین جسپہ ناز ہے

غزل

ہمین غرض کیا کہ جائین گے ہم حرم کو اے شیخ تبکدے سے
یہین بتون مین خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھہ لینگے

نہ دیکھی کیسی کیسی آفت جہان مین ہم نے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم والم ہم تمہاری دولت نہ دیکھہ لینگے

دکھانا احوال اونکو اپنا یہ اون کی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھہ لین گے نہوگی الفت نہ دیکھہ لینگے

بلا سے گردا نیال سا نہین ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطون سے داغ دل ہی کی فال دولت نہ دیکھہ لینگے

ہلال کو دیکھین کیون فلک پر اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اوسکے تیغ ستم کا دل مین لب جراحت نہ دیکھہ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیر باران
ہم اوسکے بدلے سر شک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھہ لینگے

اگرچہ مین مر بھی جاؤنگا تو کہین گے ہی جیتا دم چرایا
وہ جب تلک اپنے آستانے پہ میری تربت نہ دیکھہ لینگے

یہ یقین ہے نہین دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گونکو
رہوان مری چشم تر سے جبتک کہ خون حسرت نہ دیکھہ لینگے

یہ لوگ ناواقف محبت نہوے ہیں کچھ تو
[illegible]

[illegible]

[illegible]

چھوڑ دیتے ہین قلم جون قلم آتشبار
میری شرح پیش دل کی کتابت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے

تو مرے حال سے غافل ہے یہ غفلت کیسی
تیرے انداز تغافل نہین غفلت والے

نازہے گل کو نزاکت پہ چمن مین اے ذوق
اسنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے

دیگر

کیا غمزہ ترا برسر بیداد غضب ہے
جلاد فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے

جو ہے ستم و کینہ و بیداد غضب ہے
سر تا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

ناز آفت و چشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہے قہر ہوا استاد غضب ہے

بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
فریاد نہ کر دیکھہ یہ صیاد غضب ہے

نکلے ہے سدا کوہ سے ہم آتش و ہم آب
کیا سوز و گداز دل فرہاد غضب ہے

خاکستر پروانہ پہ رو دی ہے بجا شمع
ہو خاک جگر سوختہ برباد غضب ہے

ہم چاہتے ہی تم کو مرے سبکی نظر سے
پہلے ہی سے اس چاہ کی اوقات غضب ہے

کیون غنچہ پریشان ہو نہ ہو بے ہی شگفتہ
اس باغ مین ہونا ہی دل شاد غضب ہے

اوس بت کا سمجھہ حسن خدا داد نہ اسکو
یہ تجھ پہ خدا کا دل ناشاد غضب ہے

ابر و باران کی نکیون لطف اوٹھائین مےخوار
کہ اوڑاتے ہین گنہگار ہی رحمت کے مزے

ہے نمک پاش جو اس ہنس کے وہ لعل نگین
لے رہا ہی دل مجروح جراحت کے مزے

کچھ جتاؤ جو محبت تو کہے ہے کہ تجھے
دیکھہ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کے مزے

ذائقہ چاشنی عشق کا کامل ہو تو دین
شادی وصل کی لذت غم فرقت کے مزے

نہین جز بے مزگی کوئی مزا دنیا مین
پر مزے دار بتا دیتے ہین غفلت کے مزے

خنجر ناز نے کیا چاٹ لگائی دل کو
چاہتا ہو نٹھہ ہے لے لیکے جراحت کے مزے

بے مزاجی کو کرین لاکھہ ترے ظلم و ستم
بھولنے کے نہین پہلی وہ عنایت کے مزے

پھر بھٹیارنے زخم کا انگور سبارک لے ذوق
دل زخمی کو ترے بادہ عشرت کے مزے

اول ہی سے بتر کو ہے رغبت خلاف سے
لیتا تھا گام منہ کا شگم مین یہ ناف سے

کب وہ گذرتے ہین حرف لاف و گذاف سے
جنکی کہ آشنا ہو زبان لام و کاف سے

چل بیکدے مین شیخ بسر کر مہ صیام
مسجد مین تنگ بیٹھا ہی کیون اعتکاف سے

نالون نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو
کھوبی نہ آنکھہ ابر سیہ کے لحاف سے

پھینکے ہی ایک جنبش مژگان مین وہ پری
اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے

ہے جوہر کمال پہ تنکا اگر قفیر
ہے تیغ تیز تنگ ہے اوسکو غلاف سے

دل کی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بد معاش ہے

اس بتکدے مین کون ہے کافر ترے سوا
تو آپ ہی بت پرست و بت تراش ہے

لبریز صد نشاط بر نگ ہلال عید
سینے مین میرے ناخن غم کی خراش ہے

ہوتے وبال دوش نہین کشتگان عشق
اوڑھ جاتی ٹھوکرون ہی مین عاشق کی لاش ہے

کرتے یہ اشک و آہ مین تکلیف کیون عبث
ہو جاتا راز دل تو نگاہون مین فاش ہے

دنبالے پر جو سرمہ کے دانہ ہے خال کا
گویا کہ دست چشم فسونگر مین ماش ہے

کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق
شاباش جسکو کہتے ہین وہ شاد باش ہے

اوٹھے جہان ہی سے جو بستر سے وہ اوٹھے
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے

برندہ ایک تیغ محرف سے بھی سوا
اوس کج ادا نے اور نکالی تراش ہے

مسکن پذیر آج ہی دل مین نہین ہے غم
روز ازل سے اسکی یہی بود و باش ہے

اے ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد میرا درد
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
رہے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم مے کی طرح ہم
پر کیا کرین کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

چاٹی بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ
ہے یہ تو اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھپہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکنی ہے
زمین پہ نور قمر کے گرنے سے صاف اظہار روشنی ہے
کہ ہین جو روشن ضمیر اونکا فروغ اونکی فردتنی ہے
بشر جو اس تیرہ خاک دان مین پڑا یہ اسکی فردتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش مین بھی اسی کے جلوے کی روشنی ہے
ہوئے ہین تر گریۂ ندامت سے اس قدر آستین و دامن
کہ میری تردامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے
ہوئے ہین اس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی مین
اگر نہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے
لگا نہ اس بیکدے مین تو دل جو ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ کر مل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہے آخر شکستنی ہے
نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے
کوئی ہی کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہی راہ ایمان جو اسکی نزدیک بہتری ہے وہ اوسکی نزدیک بہتری ہے

غزل

دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
نرگس بیمار سے اڑتی ہے
ہم تو آپ بقا سے اڑتی ہے
تیغ ابرو کے چھونٹون سے
دل کی دنیا صبح کی کس دن
عشق مین ابتدا سے اڑتی ہے
ہوت کیا کیا شفا سے اڑتی ہے
واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی
سر باین ادا سے اڑتی ہے
تیرے بیمار کے سرہانے
رنگ اوس کی حنا سے اڑتی ہے
چھوٹ کس کس ادا سے اڑتی ہے
شوخ قاتل پہ کیون ہے دختر رز
کیا کسی آشنا سے اڑتی ہے
اک بلا اک بلا سے اڑتی ہے
نہین گمان کی دو صفین کوئی
نگہ ناز اوس کے عاشق سے
شمع تجھپن ہوت سے جاڑے کی
قسمت اوس بت سے جا اڑتی ہے
دیکھو احمق خدا سے اڑتی ہے

۴۵ دیوان ذوق

دل

کشتہ ہون مین کس چشم سیہ مست کا یارب
کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ
نالون کے اثر سے مری پھوڑا سا ہے پکتا

ٹپکے ہے جو مستی مری تربت کی شجر سے
کیا جانین کہ آجائے ہے تو اسمین کدھر سے
کیون ریم سدا نکلے نہ آہن جگر سے

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

کیسا ذرا سا اور وہ پتھر مین گھر کرے
تیرا وہ سنگ کار دل مضطر مین گھر کرے
پتلی سیاہ دیکھیو اوس چشم مست کی
یون سیر دلمین جھپتی ہے دندانکی آبکتاب
بلبل کا آشیانہ ہے گلشن مین کیا عجب
دکھلائے جوش گریہ اگر میری چشم تر
گنبد مین گرد باد کی مجنون نے گھر کیا
آنکھ اپنی اوسکے لب پہ عجب گھر کر گئی
قاتل مرے لہو کو شتابی سے دھو کہین

انسان وہ کیا نہ جو دل دلبر مین گھر کرے
ناسور عشق زخم کے پھر گھر مین گھر کرے
بھونرا عجب ہے یون گل عنبر مین گھر کرے
ہیرے کی جون کنی کوئی گوہر مین گھر کرے
اوس نخ پہ دل جو زلف معنبر مین گھر کرے
مردم کی غرق سیکڑون پل بھر مین گھر کرے
سر گشتہ ایسا کون کہ چکر مین گھر کرے
جون عنکبوت برگ گل تر مین گھر کرے
جون مورچہ نہ پیر ترے خنجر مین گھر کرے

ناتمام

یہ تحریر اشکباری ہے کہ آنسو پونچھتا ہوں مین
کبھی تو آستین سے اور کبھی اے یار دامن سے

گمان وہ ہوں ہم طفلی کہ ہم دامن سوارون مین
کیا کرتے تھے کار قوسن ہموار دامن سے

مراوہ گریۂ غم خندۂ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مرے پونچھے وہ گل خسار دامن سے

مین وہ آلودہ دامن ہون بنائین تا سجدہ گاہ
فرشتہ پاک دامن لیکے سیر تار دامن سے

یہ صید ناتوان بسمل پر افتادہ اور جائے
لگائے گر نسیم دامن گلزار دامن سے

ہوا پنکھے کی خواب آور ہے کیا ایک جنبش مین
کرے سو فتنہ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نگاہ بوالہوس آندھی ہے تیرہ خاکدان اسکو
چھپالے تو چراغ شعلۂ رخسار دامن سے

نہو ہے دل جلون کو ذوق ہمسایون سے دلداری
کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے

ہون یہ الغرض جھکے قامت یک خس کے بوجھ سے
جون کبادہ لچکے ہے پائے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیری مین گران خاطر نہ مین جاتا ہی ٹوٹ
آہنی قلاب بھی سیر قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبا ہے اور تیرے ہے مردہ آب مین
بوجھ شاید جسم کا کم ہی نفس کے بوجھ سے

باندھے ہے ناقوس کی گردن مین دل نالان قیس
بوجھ اسکا کم ہے ای لیلےٰ جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کمان احمق اوٹھا کر بار حرص
رہگیا یہ نوکدہ دل مین مگس کے بوجھ سے

اپنے دامن مین نہ لے میرے گل لخت جگر
جی دھڑکتا ہی کہین چوپی نہ مسکے بوجھ سے

ہو گیا جلوۂ انجم مری آنکھون مین نمک | کیونکہ آئے شب ہجران مین کہو خواب مجھے

غزل اول ناتمام

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے | تم آگ لینے آئے تھے کیا آپ کیا چلے
لے غم مجھے تمام شب ہجر مین نکھا | رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
بل بے غرور حسن مین پر رکھے نہ پانون | مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے
کیا لیچلے گلی سے تری ہم کہ جون نسیم | اڑتے سر پہ خاک اوڑاتے اوڑا چلے
افسوس ہی کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح | ہم جسکے ساتھ ساتھ چلین وہ جدا چلے
قاتل جو تیرے دل مین رکاوٹ ہو تو کیون | رگ رگ کی میرے حلق پہ خنجر ترا چلے
آلودہ سرمہ سے نہوئی چشم مین نگاہ | دیکھا جہان سے صاف ہی اہل صفا چلے
کیا دیکھتا ہی ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب | یان جان ہی بدن مین نہین نبض کیا چلے
لیجائین تیرے کشتے کو جنت مین بھی اگر | پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا چلے

لے ذوق ہے غضب نگہ یار الحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ یہ تیر قضا چلے

الگ ہاتھ کھینچکر مرا ہر تار دامن سے | نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے
خبر لون جیب کی یا مین رہون ہشیار دامن سے | جنون اولجھے مین ناخن جیب سے اور خار دامن سے

ہووے دلِ مظلوم ہمارا کیون نہ شہیدِ دشتِ بلا
دریے اسکے شامیون کا وہ زلف معنبر لشکر ہے

سوزی رحمت کش کو ایذا کیونکہ ندیوین جمع ضعیف
دشمن مار زخم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے

کعبہ توبہ خدا ہی رکھے آج کہ جوشش ابر نہین
اک اصحابِ فیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہے

مین وہ شاہِ کشورِ غم ہون یارو جسکے ساتھ سدا
جوشِ اشک کی دولت سے جون موجِ سمندر لشکر ہے

گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین
ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہے

خالِ چشمِ جانان کا مژگان سے تجمل دیکھو تو
اوترا پشت پہ مچھلی کے کتنا لیکے سکندر لشکر ہے

ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھ ابھی
ہوتا گرد اسلامیدن کا جون سبحہ گوہر لشکر ہے

میری خاکستر اوڑی تھی جس سے گردون سیاہی
اوسمین کچھ اخگر جو باقی تھا سو وہ کوکبہ

رکھے ہے حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
نہیں یہ اتنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے

خنک دلونکی اگر مشت خاک دوزخ میں
پڑے تو واقعی اکبار آگ داب تو دے

پہونچ رہو گا سر منزل فنا اے ذوق
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

درویش ہے وہی جو ریاضت میں چست ہو
تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے

خبر زلف سو جھتا نہیں اے مرغ دل تجھے
خفاش تو نہیں ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھہ نہ مار سر گنج سے امید
سودی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کو یہ
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ ذوق سے پرست ہے یا صنم پرست
کچھہ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دل پر کیوں ترے مرہم کا استعمال ہے
مشک گر جنگا ہے تو کیا نون کا بھی کال ہے

قبر میں عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہے
لوح تربت پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہے

ہمنے جانا تھا کف پا میں تمہارے خال ہے
لیکن اب دیکھا سو یدائے دل پامال ہے

ہاتھہ اوٹھاؤ عشق کے بیمار سے
کوئی بچتا بھی ہے اس آزار سے

اُنس ہے کیا دل کو تیرِ یار سے
ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے

میرے طرزِ نالہ ہای زار سے
ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے

یون نگہ نکلے ہے چشمِ یار سے
مست جیسے خانۂ خمار سے

فرشِ گل پر مجھکو ہجرِ یار سے
کم نہین تارِ رگِ گل خار سے

آئینہ اوس شعلۂ رخسار سے
گرم ہے دکان آتش کار سے

بے نصیب اوسکے ہین گو دیدار سے
رہی دو آنکھون کو نظر کے تار سے

مارے گر سیلی وہ زلفِ پُرعرق
جھڑ پڑین دندان دہان مار سے

خنجرِ موجِ تبسم سے ترے
گل چمن مین ہین جگر افگار سے

وائے قسمت تلخکامی ہو نصیب
ہمکو اوسکے لعلِ شکربار سے

کرتا ہے دستِ جنون جب کشمکش
جی اوبجھتا ہے نفس کے تار سے

سُنکے میری جانکنی کو کوہکن
جون صدا اوٹھا پھر اوسپار سے

یہ بھی اوس نازک بدن کو بار ہو
گر کمر باندھے منظر کے تار سے

نقطۂ خال اوسکا سودا خیز ہے
پھرتے ہین اک پانون ہم پرکار سے

اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دبکے تیرے سایۂ دیوار سے

روز آفتن نہیں ہین دل پر محن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہے زخم کہن کے ساتھ

یاد آگیا ترا قدِ رعنا جو باغ مین
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین سرو چمن کے ساتھ

وحشی کو ہنسنے دیکھا اوس آہو نگاہ کی
جنگل مین بھر رہا تھا غلا غلا ہرن کے ساتھ

ناخن ندے خدا تجھے اے پنجۂ جنون
ٹکڑے اوڑا دے جسم کے توپیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کیوا سطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ

پایا ذرا اثر نہ کہین رات بھر پھری
سر مار تی یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ

اللہ رے لاغری کہ ترے ناتوان کی
اوڑتی پھر رہے ہے بوی عبیر کفن کے ساتھ

دوزخ مین بھی پڑین گے تو نیچے سیدھے ہون گے شرشت
آتش ہین پیچ وخم مین سخن کے رسن کے ساتھ

گندم ہے سینہ چاک فراق بہشت مین
آدم کو کیا نہو گی محبت وطن کے ساتھ

اللہ رے تاب حسن کہ اوسکا درِ بلاق
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ

وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار
باتین کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ

تیرے بلا کش اثر دردوزخ کو کھینچ لین
ایک آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ

ممکن نہین ہے ذوق علایق سے چھوٹنا
جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ

جنون کی جیب دری پر ہین خوب چلتے ہاتھ
سلوک سینے سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ

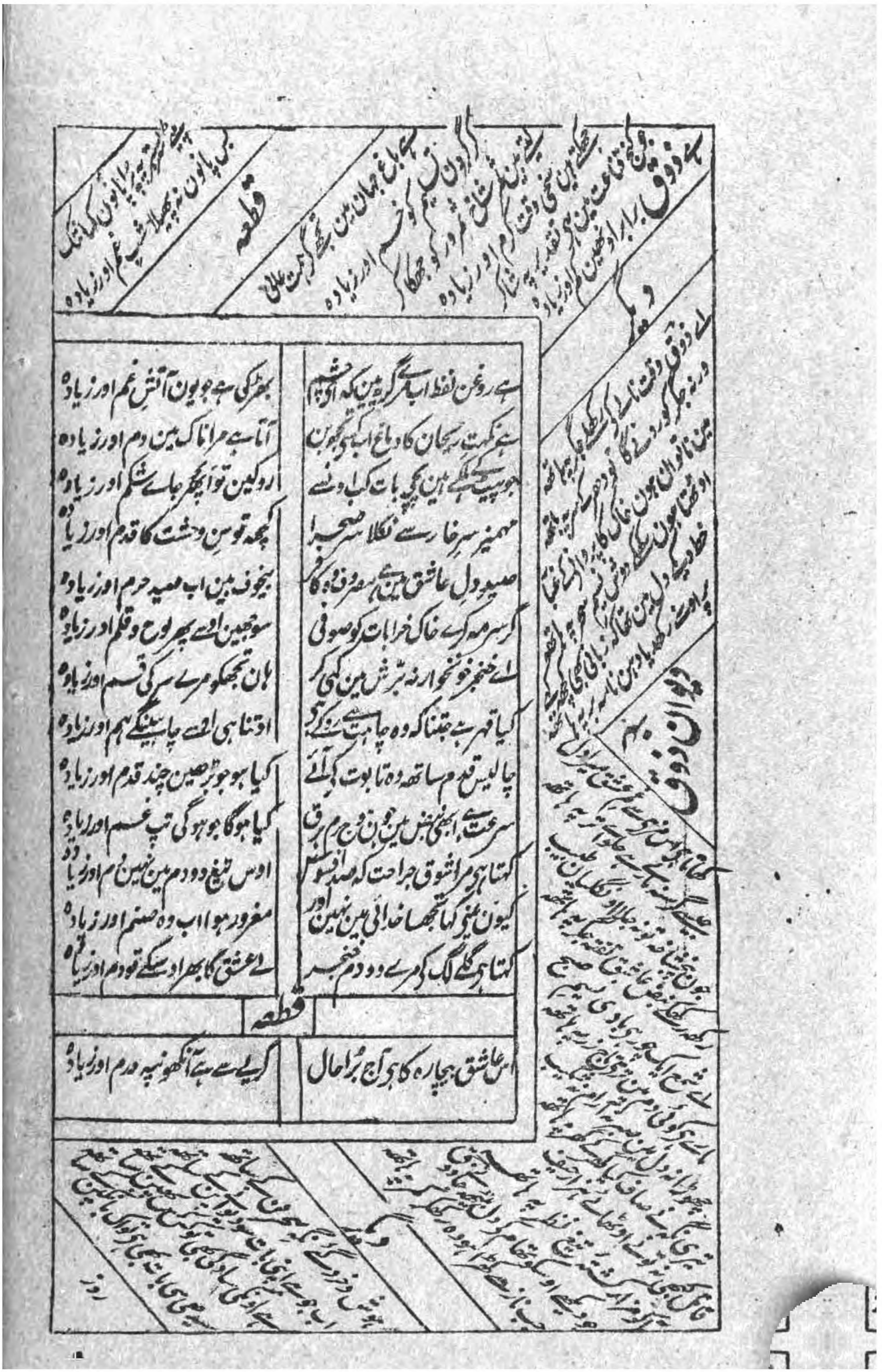
مستزقات ردیف ہای ہوز

ردیف ہای تحتانی

مطلع

مطلع

مطلع



اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
کتنے پانی مین ہین نواری بھلا دیکھین تو

مطلع

جتنا ہی نمک تم مرے زخمون مین کھپاؤ
پلکون سے اوٹھاؤ گے نہ ہاتھ سے گراؤ

مطلع

ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
فلک پر سنکے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسا ہو

مطلع

چرخ ضدی ہی کوئی ضد نہ دلاؤ اوسکو
گر سنے عود کو غرقی تو جلائے اوسکو

مطلع

خبر کر جنگ نوفل کی تو مجنون اہلی ہون کو
کیا وہ تا صبا کھجوائے شاخ بید مجنون کو

مطلع

عبث تم اپنا کاوٹ منہ بناتے ہو
وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

ردیف ہائے ہوز

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ

دین کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑھے دل کے درم اور زیادہ

ساتھہ اپنے ہے اب فوج الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ

ہنسے جو وہ مرے رونے پہ توصفِ مژگان
نہ سمجھو تم اسے دیوار قہقہا سمجھو

ناتمام

اثر ہے وہ مری وحشت کا پتھر جس سے مضطر ہو
نگین پر نام گر لکھ دوں نکلکر گھر سے باہر ہو

ترا مجنوں تفتہ دشت مین آتش قدم گر ہو
جلادے زیر پا گر خارِ مژگان سمندر ہو

بجائے حق تعالی اوس پہ رند مشرب سے
کہ خون سیّد کا جس مرحم کو خونِ کبوتر ہو

رہائی مقتل پر موقوف ہو گر ہم اسیرون کی
روانی تیغ کی پابستہ زنجیر جوہر ہو

ڈبوؤن گر سبکدوش آشنا کو اپنی کشتی مین
تو آہن ساتھ کیون لیکر کے دریا مین شناور ہو

ناتمام

کوسون کیا تنگی زمانے کو
کہ نہین جاہے سر اوٹھانے کو

قصد کعبے کا تھا پھرے اوسٹے
چوم کر اوسکے آستانے کو

تو مگر نہو تو عشق مین ہمدم
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو

ناتمام

یہانتک لاغری ہی اس تری بیمار کے تن کو
عجب کیا ہی جو سمجھو طوق گردن چشم سوزن کو

زیادہ ہوتا ہی پیری مین فریب نفس امارہ
یہ بالونکی سفیدی شیر ہی اس مار رہزن کو

کمند نام و شہرت کھینچ لاتی ہی عدم سے بھی
لپٹ کر مثل طوق فاختہ عنقا کی گردن کو

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

ناتمام

ناتمام

ناتمام

اے قاتل عنق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنورِ آتش ہو

ہو تیرا سیہ روصبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو
وہ کھینچوں آہ کہ خور بھی پنہان زیرِ دودِ آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغرِ چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو

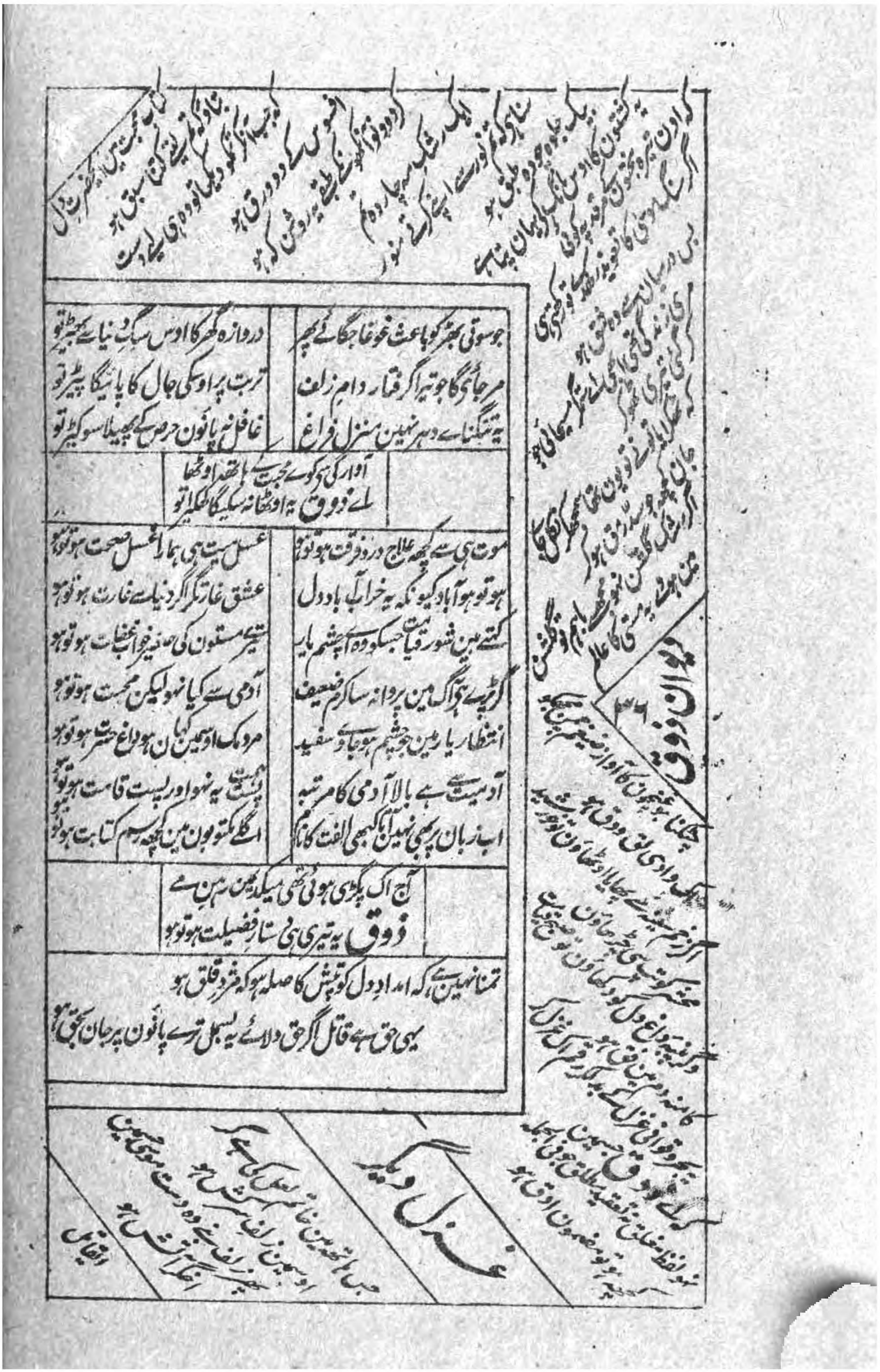
تم وہ دہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھانے کو
پر برش تیغ ناز سے اپنے دل میں اگر آتش ہو

دل نخل میں قد کے جون ذکریا چھپ کر چشم کافر سے
اب ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو

لبیک و اذان ناقوس و جرس یا خندۂ قلقل نالۂ نے
دل کھینچے ہیں ان کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو

بن تیرے گھر کے آرایش دشمن جان ہو عاشق کے
محراب طاق کمان بنجائے دستۂ نرگس ترکش ہو

مانند نگین چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نگہ بخش ہو



ہے وہی جنبش لہو ہی جراحت پس قتل
کس لب تیغ کے بوسے کا ہے لپکا ہمکو

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

خال سبزہ کا نہین چاہیے زیبائش کو
اختر سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہمکو

یہ تو یون مضطرب اور سینے مین لاکھون روزن
دل کا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمکو

پیکان مژگان ہے لہو ہو کے جگر آخر کار
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر تھا ہمکو

خط تو ام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو

کون غلطیدہ تھا خاک سر کو پر تیری
خواب شب بستر مخمل پہ نہ آیا ہمکو

جسکی آواز سے ہون روز نگے سوہان کھڑے
وہ محبت نے دیا سلسلہ پا ہمکو

اک حلاوت سے عداوت مین بھی اوس ظالم کی
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو

دیکھا آخر کو نہ پھوٹے کی طرح پھوٹ بہے
ہم بھرے بیٹھے تھے کیون آپنے چھیڑا ہمکو

ٹپکے ہے جاے عرق ہر بن مو سے پیکان
یہ ہدف کس نے کیا تیر جفا کا ہمکو

ہمسفر ہو نہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن
جادہ پہونچانے گیا تا لب دریا ہمکو

ہم وہ ہین رند کہ اس عالم بیری مین بھی
اُنس میخانے سے جون پنبہ مینا ہمکو

سنگدل آئین تو اب گور مین بھی بھاری ہین
ہے سوم مین ترے آنیکا جو دھڑکا ہمکو

تو ہنسی ہے یہ کہ مرتے ہین ہم بھی تم پر
مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہمکو

قطعہ

ہی ہر طرح سے صیدی و کبوتری کی طرح
ہاتھ سے اوس بت بیدرد کے اڑنا ہمکو

صید ہی مین نہ فقط فن کا کچھ قصہ ہے
صلح بھی بھول پڑی ہو پہ لڑائی ہمکو

ذوق یہ بھی کوئی ہوتا ہے طلاق اے ظالم
ساتھ لاکون سے کہتا ہے کہ جانا ہمکو

بستگی دل کی ہے کیون اوس گرہ زلف کے ساتھ
کیا سبب کچھ نہین کھلتا یہ معما ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ گرد رہ آہو کی طرح
بھاگی ہے دور ہی سے دیکھکے صحرا ہمکو

کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف
کہ شکستون سے بنایا ہے سراپا ہمکو

جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
خاک گم ہوکے گیا ڈھونڈھنے عنقا ہمکو

اور ہمدرد کہان ہو نہو اے حضرت دل
درد و داغ تمکو ہمارا ہو تمہارا ہمکو

پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست
کیا بنایا تھا ہتیھیلی کا پھپھولا ہمکو

اثر کفر ہے طاعت سے بھی اپنی پیدا
نقش سجدہ کا ہی پیشانی پہ ٹیکا ہمکو

نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

ایکدم تنگ وہ آئی تھے بغل مین اسپر
غم دوری سے کیا تنگ کیا کیا ہمکو

تن مین کیا جان کہ جان اپنی نکلنے پاوے
ہو بشرطے ترے آنیکا بھروسا ہمکو

آن پہونچی سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

ہوسکے لاغری و ضعف کہان مانع شوق
تری جانب پر پرواز ہین اعضا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی او سے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے مین کہ اوس نوخط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ہر قدم پانو تلے مین سر رکھتی ہین خبر
اے جنون تو نے تو کانٹون مین گھسیٹا ہمکو

مطلع

دنیا سے سکندر کو دھوان مین نہ کہ مٹھین
کہ بیٹھین نہ کچھ سیف زبان مین تری آنکھین

مطلع

مے نالون سے چپ ہین مرغ خوش الحان باغ مین
صدا طوطی کی سنتا کون ہی مقار خانے مین

مطلع

سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین
ہنسے دو چار گر وہ ہنستے ہی گھر بستے ہین

مطلع

صوفی ہو کہ ہو یکش قاتل مرے دونون ہین
پر مذہب و شرع سے غافل مرے دونون ہین

مطلع

مر گئے پر بھی تغافل ہی ہا آتی ہین
بوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجاتے ہین

شعر

ہین یون وہ جگر خون کہ مساتا بدن سے
گر خون بھی نکالون شفقی رنگ نکالون

شعر

کہتی ہی ہا ہی بریان کہ دبیران قضا
داغ دیتے ہین اوسے جسکو درم دیتے ہین

مطلع

مطلع

مطلع

مطلع

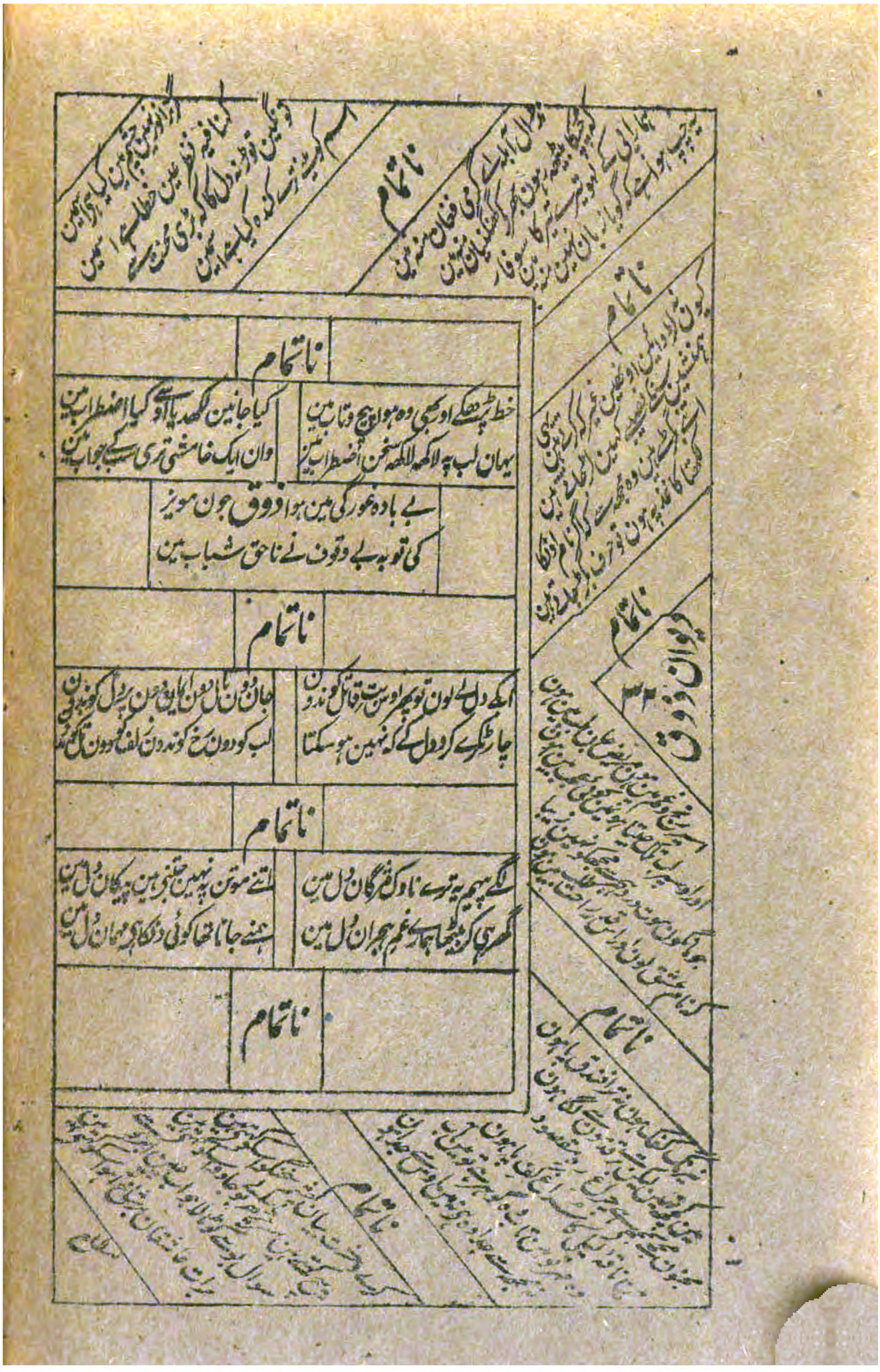
قطعہ

ردیف واو

۳۳

ردیف واو

ردیف واو



غم نامہ اپنا صفحۂ محشر سے کم نہین — ہے شور الغیاث صریر قلم نہین
گو اضطراب دل کو بیان کرتے ہم نہین — پر جو نگاہ ہے رگ بسمل سے کم نہین
ہے لوث حب زر سے یہ دامن ہمارا پاک — گر چھینٹ بھی پڑی تو بجز درم نہین
یہ ضبط ہیچ و تاب کو میرے سر مزار — گیسوئے دود شمع مین بھی پیچ و خم نہین
منصور بازنیگاہ مرے کرتے ہین حریف — اور معجزہ مین مثل بازی شطرنج دم نہین
سر باز عشق کر لیے دار الامان کہان — محفوظ قطع سے سر شمع حرم نہین

غزل

گذرتی عمر ہے یون دور آسمانی مین — کہ جیسے جاے کوئی کشتی دخانی مین
روکا وہ خوب نہین طبع کی روانی مین — کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی مین
وفور اشک اگر سر باوج ہوا اپنا — فلک پر رنگ گل نیلوفر ہو پانی مین
کہانیان ہین حکایات خضر و آب بقا — بقا کا ذکر ہے کیا اس جہان فانی مین
نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ گو سفید — سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین
وہ سیدھے گھر کو سدھارے اور اون کی کج مین ہم — پھرے بھٹکتے ہوئے کوے بدگمانی مین
سبھرون سے کھو دیکھین چین ابروے یار — کہ جوہر ایسے کہان تیغ اصفہانی مین

تمام

آج اون سے ہوئی کچھ ملاقات کی باتین
انہین معلوم کیا ہوئے کیا کہنے کی باتین
وصف چشم و لب و وصف لب لعل کرکے
آج ہم درس اشارات و شمائل کی باتین
چشم پر آب ہے دل بیتاب ہے اور ہوش بجا
ہم سے ہوتی ہین عجب ڈھب کی عجب ڈھب کی باتین
ذوق یہ بات ہے اب تیرے تو ہاتھ آنے کی
کیا ہوئی تجھ کو جو کرتا ہے خضر تو ہم سے
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

تمام

شنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتین
دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق
ہم سے ہون صبر و تاب کی باتین

ہر جی مین اپنے غرۂ جوہر کو توڑ دون
آئینۂ خیال مکدر کو توڑ دون
مین کاٹ دون پہاڑ کو پتھر کو توڑ دون
پر کیونکہ غیر سے بت کافر کو توڑ دون
کیا دور جام ہو جو کبھی سر پہ دور چرخ
اگر چاک پر پھرے تو مین ساغر کو توڑ دون
راہ جنون مین جلد اوٹھاؤن جو مین قدم
پاے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دون
کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کہے ہے چرخ
یان تک جھکاؤن شاخ ثمر ور کو توڑ دون
ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہے جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون
احسان ناخدا کے اوٹھاؤن مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون
ہر موج بحر عشق کو یہ بل ہے بے زور
کہتی ہے دست و پاے شناور کو توڑ دون
نازک کلا میان مری توڑین عدو کا دل
مین وہ بلا ہون شیشے سے پتھر کو توڑ دون
پھر اوس مژہ کو یاد کرے دل تو دل مین ذوق
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون

تمام

چشمہ آئینہ مین کب تر ہوا پاسے نگاہ
اسطرح جاتے ہین دیکھا پاکدامن آب مین

پھرتا ہے سیل حوادث سے کہین مردونگا
شیر سید عاتر تا ہے وقت رفتن آب مین

صحبت صافی دلان ہون کدر تیرہ دل
زنگ سے آلودہ ہوجاتا ہے آہن آب مین

اب بھی آرسیتہ مجھے فرصت نہین فریاد وا
گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آب مین

طاس فلیسان مین رکھی ہو اسنے ابر مردہ کو
ڈوب مررو دے تو ملے ابر بہمن آب مین

دیکھنا آبی دوپٹہ پہنے ہو اسکو وقت خواب
برج آبی مین ہے مہ یا مہر روشن آب مین

مین وہ ہون تفسیدہ دل جائے گر دریا کو جذب
گر پڑے گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین

یون رہا مین زندگی بھر تشنہ دیدار یار
جیسے مستسقی کا دم ہوتا بمردن آب مین

سایہ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
اژدہا بن کے شب رشک گلشن آب مین

وعدہ وہ ہے آنیکا اوسکے ابر کھلجائے تو آئے
ڈالتا ہون دمبدم اوٹھ اوٹھکے رون آبدین

خط کو ہم لکھنے جو بیٹھے آنکھ سے امڈے یہ اشک
بہ گیا خط لکھتے لکھتے یہ مشفق من آب مین

غزل

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
سیر کے قابل ہے یہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
وہ فلاطون ہے تو اپنے قابل صحبت نہین

ذوق

ہر بن خنک لون کی ہو گر خرقۂ فقیر
سمجھو کہ کرتے برف کی پوشش بدن سے ہین

وہ ایک دم کہ جسمین میسر ہو وصل یار
بہتر سمجھتے ہم اوسے عمر ابد سے ہین

جتنے ہین یہان مزے روش نشہ شراب
ہو جاتے بے مزہ ہین جو بڑھجاتے حد سے ہین

ہر چند ناتوان ہین مگر رکھتے دل قوی
ہم عشق کی کمک سے جنون کی مدد سے ہین

جانان لباسیون کے نہ ظاہر لباس پر
عاری عبای ہوش و قبای خرد سے ہین

محفوظ ہین جو رکھتے درعز و قدر پر
ابجد کا قفل قاعدہ اب وجد سے ہین

دل کے ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق
ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی سند سے ہین

بلا ہین آنکھونسے اونکی مدام لیتے ہین
ہم اپنے ہاتھسے نکام مرگ کام لیتے ہین

ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین قلتے
قدم سب اونکے وقت خرام لیتے ہین

شب وصال کے روز فراق ہین کیا کیا
نصیب مجھسے ترے انتقام لیتے ہین

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین زیاد
تو پھر وہ دم ہی نہین زیر دام لیتے ہین

جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پر وہ
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قاتل
جب اون سے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ہم اونکے زور کے قابل نہین ہین وہ شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین

غزل

ہم تو سنتے تھے سدا اکلی حموض بکرا دد
ذوق ہوتا ہے وہ کیون ہونکے ترش رو گرم

ردیف نون

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اوس راحت فزا کی لیے اے مسیح دم
کچھ دست شانہ چنجۂ مریم سے کم نہین

زرد ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرعت سے نبض کی رگ سنگ مین نہ آئی
دل کی تپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین

ساقی لے ہزار فلاطون ہین خان مین
جو خم تہی ہے قالب آدم سے کم نہین

اوس جوش روش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

شور ابۂ سرشک سے دھوتا ہون زخم دل
تیزاب سیر حق مین یہ مرہم سے کم نہین

ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخم دل
مجھکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین

اے ذوق اسکو چشم حقارت سے دیکھیے
ہے بیت مین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

پیکان تو دل دوز ہی سوفار ہے باہر — اوس پر ہے دل میں ورون غنچہ پرون گل

ردیف سیم

پابند جوں دخان ہین پریشانیون مین ہم — یارب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم
ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین — لکھتے الف خطوں کی نہ پیشانیون مین ہم
زنجیر مین بھی نالہ زنجیر کی طرح — جوش جنوں سے رہتے ہین جولانیون مین ہم
پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ — قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم
دوزخ بھی جای نعرہ کل من مزید ہو — لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم
پاکوبیون کو مژدہ ہو نوشدان کو ہو نوید — پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم
تم بھی نہین جگر پہ ہے اس قدر رہے — سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم
مطلب ہے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا — جون خط سر نوشت ہین پیشانیون مین ہم
ہین آیینہ مین صورت تصویر آیینہ — آیینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم
ہو وہ عزیز سورہ یوسف سی بھی جدا — رکھدین تری شبیہہ جو کنعانیون مین ہم
کیا جانین ہم زمانے کو حادث ہی یا قدیم — کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم
کیون جی کے ہجر مین ہوی شرمندہ یاس سے — اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

صفحۂ دہر پہ یکدل نہوا ایک سے ایک | دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک

ردیف لام

پھینسے نہ حلقہ گیسوے تابدار مین دل | بلا سے گر ہو نوالہ دہان مار مین دل
بغل مین جا سے مرا دل بغل کا دشمن ہے | نہ ایسا ہو کسی دشمن کے بھی کنار مین دل
نکل نجاے دم اضطراب سینے سے | برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہے چشم براہ | اگر نہین کسی ہمدرد کے انتظار مین دل
ترا ستمگر بھی ہے وہ بلا کہ جاے گہر | پروے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
اوڑیگا مثل شرر ٹکڑے ہوکے سنگ مزار | رہا اگر یونہین گرم تپش مزار مین دل
برنگ غنچہ پیکان و غنچہ تصویر | نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہے ماتمی آثار | خوشی سے کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل
برنگ ہیضۂ نوروز توڑے دل اسنے | ہزارون ایک ہمارا ہے کس قطار مین دل
ہزار دشمن جان سے ہے ایک دوست برا | جو پوچھو کون ہے سو مین کہون ہزار مین دل
نشستین خلد مین جو پاین تو رہنا خلد مین کون | لگے ہے صحبت خوبان گلعذار مین دل
یہ غم نہین ہے یا میر کہ پیرہن مین دل | کر دے تار مین یا میرے جسم نزار مین دل

ردیف عین مہملہ مطلقہ

ذوق کیونکر ہو اپنا دیوان جمع
کہ نہین خاطر پریشان جمع

ردیف قاف

پھر کر ادھر اودھر نہ ہمارا گیا قلق
لفظ قلق کی طرح سے وہی رہا قلق

ردیف کاف تازی

کہ دیا تو نے لگا اوسکو اسی کام مین خاص
یہ مرض کرتا ہے شدت انھین ایام مین خاص

ذوق اسماء الٰہی ہین سب اسم اعظم

اوسکے ہر نام مین عزت ہے نہ اک نام مین خاص

ردیف ضاد معجمہ

ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض
ہاتھ مین شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض
ہے عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقراض

ذوق

مطلع

چمن سے بعد ہمین جیسے سین قافی قفس — قفس مین بند ہین ہم مثل فاعی ناقہ قفس

ردیف صاد مہملہ

سب مذاہب مین یہی ہے نہین اسلام مین خاص — ہے جہان عام ہی ہوتا ہے وہان عام مین خاص
ساغر دل کی تو واقف نہین کیفیت سے — دیکھ عکس رخ ساقی ہے اسی جام مین خاص
خضر باتین ہین کہ ہے چشمہ حیوان جانبخش — ہے یہی خاصیت اوسکی لب دشنام مین خاص
شیخ صاحب کے ہین نزدیک وہ خاصان خدا — خدمتی اونکے ہین جو زمرہ خدام مین خاص
کام ذرات ہے عاشق کا ترے ناکامی — کہ دیا تو نے لگا اوسکو اسی کام مین خاص
عشق کا جوش ہے جبتک کہ جوانی کے ہین دن — یہ مرض کرتا ہے شدت انھین ایام مین خاص

مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہگیا بس منشی قدرت جگہ خالی چھوڑکر

سایۂ سرو چمن تجھہ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی مین ہے سرو خرامان چھوڑکر

ہوگیا طفلی ہی سے دل مین ترازو تیر عشق
بھاگین ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑکر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑکر

شوق ہی اوسکو بھی طرز نالۂ عشاق سے
دمبدم چھوڑے ہے منہ سے دو دو قلیان چھوڑکر

دل تو لگتے ہی لگے گا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہون ہای پریان چھوڑکر

گھر سے بھی واقف نہین اوسکے کہ جسکے واسطے
بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑکر

وصل مین گر ہووے مجھکو رویتاہ رجب
سوے جانان ہی کو دیکھون مین تو قرآن چھوڑکر

ان دنون گرچہ دکن مین ہے بڑی قدر سخن
کون جاے ذوق پر دلّی کی گلیان چھوڑکر

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈے ہے دشت گمشدگی مین مجھے کہ ہے
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اوس مرغ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہگیا
مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر

ساقی ربط شراب ہے تجھہ بن پڑی ہوئی
خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر

خود اوڑکے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر
اوس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر

انشاء اللہ خان انشا
کرتا ہے دل کا قصد کہان سے روانہ ہو
پہنچے ہے زخم تیر کہان سے روانہ ہو

ذوق
کوسون سے وہ فراغ سے روانہ ہو
لے ذوق اپنی طائر دل کو کہان سے روانہ ہو

مطلع
شیخ جب سے نشستی ہو بیٹھے ہین فکر کرون
نہ بار خاطر ہو کسی کے نہ بار خاطر ہو

مطلع
مین کبھی ہیچ حاضر ہون کبھی ہیچ حاضر ہون
نہ کبھی کل کو سر پر نہ کبھی کل کو سر پر

تا تمام

مطلع
بعد مردن آستانہ روضہ پر کا گور پر
پہنچے ہی جی تجھہ تک تجھہ پر صورت تری پر دور

تا تمام

دیوان ذوق
۲۳

مطلع
بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

مطلع
ایکبار یہ کہا کہ بچہ وا جین نکال کر
بادام دو چھوہارے بچے ہین بانٹ ڈال کر

مطلع
شب مین کیا باقی رہی ہو جو سحر کے واسطے
ہے گمان ہم کی دار و رسن پر نقاب کیا

کہین فلک پہ نہ چڑھ جا چاند جھومر کا
کہ دور آپکو کھینچے ہے تیرے سر چڑھکر

ترا مکان تو کیا لامکان مین کو دیکھین
امید وصل مین ہم بام عرش پر چڑھکر

جو مائے نفس کو اور کرے اپنے غصے کو زیر
بنای سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہو ذوق فتنۂ حشر
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھ کر

جان ہوا یون ہوئی اوس خاک کا بوسہ لیکر
جیسے اوڑجاوے دہن مین کوئی گنگا لیکر

تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر
چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر

شرط ہمت نہین مجرم ہو گرفتار عذاب
تونے کیا چھوڑا اگر چھوڑ دیا بدلا لیکر

ذبح کرنے کو مرے پوچھتے ہو کیا تکبیر
تم مجھے نی پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر

کھینچتی روز قیامت سے بھی ہے آپکو دور
تیری زلفون کی بلا تین شب یلدا لیکر

مجھسا مشتاق جمال ایک نہ پاوے گا کہین
گرچہ ڈھونڈھو گے چراغ رخ زیبا لیکر

جب یہ دیکھا نہ ملا مجھ مین کہین سیر اپتا
پھر گیا نامہ بر یار خط اولٹا لیکر

رہگیا اپنا سا منہ لیکے وہ آئینہ رو
تیری تصویر کو یوسف ذی جود یکھا لیکر

یہان سے یان آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے
یہان سے تو جائین گے ہم لاکھ تمنا لیکر

سینہ صافون کو زمانے کی ہوا نے خوب شکست
ہے صفائی سے سزاوار شکن کا کاغذ

ورق چرخ ہو گو نسخہ آشوب نہ ہو
سرمہ چشم مہ سیم بدن کا کاغذ

یون اسیران قفس اک کوئی پہونچا گلبرگ
جیسے غربت مین شفیقان وطن کا کاغذ

ظاہر آرا نہ کتابون سے ہو ڈر دوزخ سے
کر نہ آتش مین لباس اپنے بدن کا کاغذ

جلسازی پہ زمانے کی گواہی دی ہے
مہری و سادہ مہ چرخ کہن کا کاغذ

مہر وہ کرتا ہے نامے پہ مجھے آئی ہے رشک
ہای یون چوسے لعاب اوسکے دہن کا کاغذ

ذوق دل سوختہ دیوان لکھے اپنا کیا خاک
متحمل نہین گرمی سخن کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

نگہ نہین حرف دلنشین تھا دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر
نکلکر آیا جو راہ آنکھونکی دل مین بیٹھا خدنگ ہو کر

پھر آیا لودہ نگار خونی ادھر کو سرگرم جنگ ہو کر
کہ جسکے ہاتھون سے اوڑگئے سر ہزارون جنید و بایزید و شبلی و جنگ ہو کر

وہ چشم مخمور اک نظر سے چھپو دی لاکھون جو بیشہ سے
تو ہو روان ہر رگ جگر سے امو مے لالہ رنگ ہو کر

جو رنگ لعلت سے آشنا ہین وہ گر جڑے بھی ہین خاتمون مین
کہ رنگ ہی سے گران بہا ہین عقیق یاقوت سنگ ہو کر

جو بھی ہین حسن تا بان کو ایمان اونہین سے کفر و دین ہے
پہونچے کعبے ہین وہ مسلمان ہمیشہ جین و فرنگ ہو کر

رہتی ہے کشمکش میں پس از مرگ بھی جفا | آخر کو زیر آرہ کٹی گر گدن کی شاخ

اشعار مجموعہ

کہتی تھی چوب تیشہ مری طرح ایک دن | سوکھیگی نخل آرزوے کوہکن کی شاخ
بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو | شاخین بھی گر لگائین تو لیکر ہرن کی شاخ
ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جس گھڑی | ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ
مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار | ہے یہ بھی اسکی ایک شجر مکر و فن کی شاخ
تاثیر بیکسی سے ہو سارا درخت خشک | ٹکڑے جو سایہ نعش پہ آنے کفن کی شاخ
شاخ نبات کونی قلیان نہ سہ لگائے | ایسی مصاحبت سے لگی اوس بہن کی شاخ

اشعار قصیدہ

گلگون سے تیرے بڑھ نسکے اک قدم صبا | مارے جو تازیانہ نہال چمن کی شاخ
کرے جو تو نہال تولانے انجمی نکال | پروین کا خوشہ گاؤ سپہر کہن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد | سینے مین ہوگی سانس لڑی دو گھڑی کے بعد
کیا رو کا اپنے گریے کو ہنسے کہ لگ گئی | پھر وہ ہی آنسو نکی جھڑی دو گھڑی کے بعد
کوئی گھڑی اگر وہ ملایم ہوئے تو کیا | کہہ بیٹھین گے پھر ایک کڑی دو گھڑی کے بعد

سینہ سپر جو منہ پہ ہین تیغ نگاہ کے
ڈر ہے یہی کہ ایسا نہو بعد مرگ بھی

دکھلاتے وہ کبھی نہین آئینہ دار پشت
لگنے نہ دے زمین سے دل بیقرار پشت

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

ردیف جیم تازی

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج
کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

ردیف جیم فارسی

وہ مثل ہے ناؤ یہ کسنے ڈبوئی خضر نے
کیا خط و زلف و دل کو ہوی گرداب کھینچ

ردیف حا حطی

فرقت کی رات جی سے چکے ہم تا زمان صبح
ہو کی اذان گور ہماری اذان صبح

پر نور ہے تراخ سیمین بسان صبح
آنکھین مین تیری مست صبوحی کشان صبح

اب میکدے مین شام کو ناقوس بجنے دے
مسجد مین مدتون ہے تسبیح خوان صبح

ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب
اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح

ایضاً

ٹھہری ہے آنکے آنکی یہان کل یا آج جا صلاح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح

ردیف نا

ہے زلف تیری کیسن محسن جو اژدہا
قطرون سے ہر عرق کی ہوا ہے نمودار

اشعار متفرقہ

ہے نفس سے دفاع کی ہم پی فلک مین
جس خاک مین ہے وہ ہے بالا نشین فلک

فضلون کو کرتا ہے بالا نشین فلک
ادنی ہے آشیانہ ترا ہر نشین فلک

باقی

دل سوزت سے بسکہ ہے آرام محبت
دم پھونکے اگر شیشۂ لب جام محبت
ہم جلسے کی قسم ہے تجھے قاتل مین کفن کو
پیغام قضا ہے ترا ہر گام محبت
مین بادہ کش عشق وفا آشنا ہون
ہے تو بھی اگر مے کش مے فام محبت

دل سالک جادہ نہ جب تک اور بھڑک جائے نہ جان
کم نہ ہو قلیان کش سوز محبت کی طلب
واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہیے
اور یہان فرصت کہان جو کیجے فرصت کی طلب
ہو صبا رکن خضر کو سرچشمۂ آب بقا
ہے یہان تجھکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب
دور رہ اور دیر مت رہ سامنے سے مثل ہلال
شہر مین تجھکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب
بڑھگئی ہے عشق مین حرص اسقدر اپنی کہ ہے
غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب
ہو کے دل غمزے کا بسمل ناز پر دیتا ہے دم
کرتا ہے آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب
جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہے چرخ سے
کاسۂ زہراب سے کرتا ہے شربت کی طلب
بطن مادر ہی سے جب پیدا ہوا تکلیف سے
یان کہان راحت کہ تو کرتا ہے راحت کی طلب

گلستان جہان مین تنگ ہے تو غنچہ وار
کر کشاد دل سے اپنے ذوق وسعت کی طلب

کرے ہے شیخ کا پاس نمک حرام تمہ
حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب
یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شروع دیکھکے کیجے مہ صیام شراب

عوض ہے نشۂ دنیا کا ذوق عقبے پر
دوام بکتی ہے اس میکدے مین وام شراب

اوس بت نامہربان کو ہی پسند اپنا رقیب
ورد اسلام الٰہی مین بھی ہے تو یا رقیب

ردیف باءِ موحدہ

پی بھی جا ذوق نکر پیش و پس جامِ شراب
لب پہ توبہ ترے دل مین ہوس جامِ شراب

لب تک اوسکے جو ہوئی دسترس جامِ شراب
بنگیا حال لب اوسکا مگس جامِ شراب

بھبکا مستی مین وہ صاحب ہوس جامِ شراب
عکس حال اپنا جو سمجھا مگس جامِ شراب

بازہ گشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل
جیسے ساقی کیطرف بازپس جامِ شراب

دست بدست سبکی تو ٹلکے فریاد بہت
نہوا کوئی بھی فریادرس جامِ شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جسمین کہ نہین
بذشکست ایک صدا جرس جامِ شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاویگا
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جامِ شراب

رات میخانے مین ساقی جو نشے مین بہکا
خس شیشہ کو لگا کہنے خس جامِ شراب

مرغ دل نرگس میگون کی ہے مدت اسیر
تازہ مضمون ہے جو باندھون قفس جامِ شراب

دل شکستہ ہون تو مین ٹھکے ہون سو ٹکڑے ہوا
تام لیکھے جو کوئی سیر اپس جامِ شراب

ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہی
رات بھر گشت کرے ہی عسس جامِ شراب

نوشدارو سے بھی بہتر ہے دم رنج خمار
ساقیا شربت فریادرس جامِ شراب

بے خبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بیزبان ہی جو دہا جرس جامِ شراب

ابلق چشم سیہ مست کو تیری دیکھا
ورنہ ابتک نہ سُنا تھا فرس جامِ شراب

مطلع

جنت ہے زندگی مین زمانہ شباب کا
پیری ہے پہلے مرگ سے ہونا عذاب کا

ناتمام

ہم برہنہ پا جنون اور گرم تپتی ریت پر
دوپہر ہے سایہ بھی بیٹھے ہے دبکر زیر پا
نخل گل مہندی نہ ہو نصف سبو ہیں بے گماں
تو کھڑا ہو رکھ کے سر اکاسۂ سر زیر پا

فرد

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا

ناتمام

کیا کہین اوس سے جو ہو ہمسے زیادہ جانتا
وہ ارادہ ہے ہمارا بے ارادہ جانتا
کیون تکبر بولتا یہ بندہ محکوم القضا
گر بڑا بول اپنا قاضی کا پیادہ جانتا

مطلع

قرہ پیکان کا ہے ٹکڑا کہ مری کاٹکڑا
بگڑا ہے چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا

ناتمام

یہان تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
مجلسین مین ہین سنہ شکار کیے پر بھی شیر کا
جسکے سبب لڑائی ہو وہ آدمی نہین
کانٹا ہے گھر مین سبا ہی کا یا گل کنیر کا

اشعار انتخاب غزلیات ناتمام

ساتھہ اشک ہین ہم مایہ کے مانند و لیکن
اسپر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگا مفت اور یہ پھر اوسپہ تقاضا
کچھہ قرض تو بندے پہ تمھارا نہین آتا

جاتی رہی زلفون کی لٹکنے دل سے ہمارے
افسوس کچھہ ایسا ہمین لٹکا نہین آتا

آئے تو کہان جانہ تاجی سے کوئی جائے
جب تک نہین آتا اوسے غصّہ نہین آتا

قسمت ہی سے ناچار ہون اے ذوق وگرنہ
سب فن مین ہون مین طاق مجھے کیا نہین آتا

ساتھہ آہ کے دل بھی مع پیکان نکل آیا
تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب ہمنے تہیہ جو کیا توبہ کا ساقی
مغرب سے سحر مہر درخشان نکل آیا

عصمت بھی ہے کیا شے کہ اگر یوسف کنعان
درہاے مقفل سے عزیزان نکل آیا

تھا کوچہ قاتل مین شہادت کا دفینہ
کھودا جو کنوان گنج شہیدان نکل آیا

مطلع

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا
وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

نہ منہ ڈال خار آبلے مین کہ ہوگا
یہ ساغر مے کہربائی کا جھوٹا

مجھے نعمت خلد سے بھی ہے بہتر
ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جب کہ دامن تک اوسکے
ہوا ہاتھہ اپنی رسائی کا جھوٹا

مطلع

کیا طبع مین جودت ہے روانی ہے تو کیا ہے
آتا ہے تو کیا آتا ہے جاتا ہے تو کیا ہے

مطلع

کون کہتا ہے کہ آتا ہے مجھے کچھہ نہین کہتا
کہہ چکے جو کچھہ کہنا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

مطلع

کرون درد دل کا بیان کیونکر
بلا سے جیسا ہو پر ہو کیونکر

مطلع

وہ دیکھین کہ کیا ہے روز و شب مین
کہ جو عاشق ہو پیر اپنی صورت دیکھا چاہتا

فرد

دیکھا جہان پر کوئی نہین ہم دل صد پارہ کا خریدار

ناتمام

برکھا کا قصہ اور ترے درد ہجر کے
مین نے ضمون ہون پہلے ہی منزل مین کھو دیا

دل کا سا دیتے گر دو غلطان کو اضطراب
پھر تا تمام دامن ساحل مین لوٹتا

مطلع

چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا

چین پیشانی اگر تیری نہ ہوتی زنجیر
نالہ دیوانہ تھا جو پا بہ سلاسل ہوتا

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اوسے مشکل ہوتا

ذبح ہونے کا مزا جانتا گر صید حرم
رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا

گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیب اپنے مرے
زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

آتا کیون مصر مین کنعان سے لیکر یوسف
جذبہ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہے وہ خود بین کہ خدا کا بھی نہ قایل ہوتا

آب آئینہ ہستی مین ہے تو اپنا حریف
ورنہ یہان کون تھا جو تیری مقابل ہوتا

دل فتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا

سینہ چرخ مین ہر اختر اگر دل ہے تو کیا
ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ ید اللہ کے ہاتھ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدہ مشکل ہوتا

جو نہ رنگ رنج و ماتم کا یہان نمود ہوتا
تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کسی بخشش کو دیتا تو کچھ اوسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا

تری بزم مین تو جلتا کہ تجھے بھی لو پہونچتی
جو یہین تھا دل کو جلنا تو ملے عود ہوتا

بعد مُردن بھی خیالِ چشمِ فتّاں ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقفِ غزالاں ہی رہا

مین ہمیشہ عاشقِ بیدیدہ ویراں ہی رہا
خاکِ پروئیدہ میرے عشق پیچاں ہی رہا

پستہ قندی ہی کام غیر مین وہ لعلِ لب
پر مرے حق مین تو سنگِ یرقان ہی رہا

بندھ سکا ہمسے نہ مضمون اوس دہانِ تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر مین زیرِ زنخدان ہی رہا

جاہل اسکو نہ آئے راہ پر معجز سے بھی
جہل سے بو جہل اپنی نام مسلمان ہی رہا

پانون کب نکلے رکابِ حلقۂ زنجیر سے
تو سنِ وحشت ہمارا گرمِ جولان ہی رہا

کب لباسِ دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شی ہے علم ہے کچھ اور شے
کتنا طوطی کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

جلوہ اے قاتل اگر تیرا انہین حیرت فزا
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا

حلقۂ گیسو مین یکجی کس کے رخسارے کی تاب
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
آخر شِ دل رہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

سبکو دیکھا اس سے اور اوسکو نہ دیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

آگے زلفین دل مین بستی تھین اور اب آنکھین تری
ملک دل اپنا پیشہ کافرستان ہی رہا

مجھ مین اور مین ربط ہی گویا برنگِ بوئے گل
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اسپوچھ مین
اب کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

غزل ۱

آنکھین مری تلوون سے وہ مَل جاے تو اچھا
ہے حسرت پابوس نکل جاے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جاے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جاے تو اچھا

ہو تجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
لینے کو خبر اوسکی اجل جاے تو اچھا

کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
اژدر کوئی انسان کو نگل جاے تو اچھا

اے گریہ نہ رکھہ میری تن خشک کو غرقاب
لکڑی کی طرح پانی مین گل جاے تو اچھا

تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چل جاے تو اچھا

فرقت سے تری تا نفس سینے مین میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جاے تو اچھا

ہان کچھہ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
یہ سینہ پھپھولون سے جو پھل جاے تو اچھا

دل گر کے نظر سے تری اوٹھنے کا نہین پھر
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جاے تو اچھا

وہ صبح کو آئے تو کرون باتون مین دوپہر
اور چاہون کہ دن تھوڑا سا ڈھل جاے تو اچھا

ڈھل جاے جو دن بھی تو اوسی طرح کرون شام
اور پھر کہون گر آج سے کل جاے تو اچھا

رکاوٹ کی اوس قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہے
کہ خنجر ہے مری گردن پہ کند اور رواں ہوتا

نکرتا ضبط مین گریہ تو اے ذوق اک گھڑی بھر مین
کٹورے کی طرح گھڑیال کے غرق آسمان ہوتا

لگائی زلف کو شانے نے جو انگلی یکا بول
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی او بے ادب آیا
ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیمجانوں کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

مین اپنے ذوق کے قربان کہ مستی مین محبت کی
بلایا کس نے اسکو یہ جب آیا بے طلب آیا

مری طالع مین ہے کیا کام لے گردون ستاریکا
چمک جاتا ہے کافی آتش غم کے شرار یکا
اوتارا تو نے تو سر تن سے اس شامت کے مار یکا
اے احسان مانون سر سے مین تنکا اوتار یکا
ستاری دیکھکر موتی تمہارے گو شوار یکا
کہین ہمکو ملا یہ نور صدقہ اس ستار یکا
جسے کہتے ہین بحر عشق اوسکے دو کنارے ہین
ازل نام اس کنار یکا ابد نام اوس کنار یکا
ہوا اکسیر گر اس کشت ونون سے مین نہ لون ہرگز
مرے مذہب مین خون کرنا ہے کشتہ کرنا یار یکا
نہ پکڑین دامن الیاس گرداب بلا مین ہم
کہ بد تر ڈوبکر مرنے سے ہے جینا سمار یکا
گھری منزل مین ہے ماہ سریع السیر وہ عمو
خواص اوسکا ہے گھر مین دشمنون کے قطب تار یکا
سر راہ فنا مین ہون مہیا سو سفر لیکن
برنگ اشک مژگان منتظر ہون اک اشار یکا
خریدار اوسکی رحمت جنس عصیان کی ذرا سی ہے
چھٹکل کر بیچتا ہون نفع پر سودا خسار یکا
ڈھلکتا ہے مثال دانہ تسبیح کیون منکا
کہ جب ٹھہرا سفر دنیا سے کیا کام استخار یکا
فقط تار نفس کا ذوق خط جادہ کافی ہے
پے عمر روان کیا چاہیے رستا گذار یکا

نام میرا سنکے مجنون کو جمائی آگئی
بید مجنون دیکھکر انگڑائیان لینے لگا

بجھکی ہر شب ہجر کی ہوگی جون روز حشر
مجھسے یہ کسدن کے بدلے آسمان لینے لگا

ہے غنچہ خونکا چٹکنا اوںگلیونکی سی چٹک
یہ بلائین کسکی باغ لے باغبان لینے لگا

جنے کی اس سیکدہ مین بیعت دست سبو
وہ قدم تیری اپس اے پیر مغان لینے لگا

لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا

تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ
چشم کی گردش سے وہ کار فسان لینے لگا

حسن ہے تاول آہن بھی گرم اختلاط
شمع کی گلگیر جو منسہ مین زبان لینے لگا

موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا

رات کو ای ذوق اوسکی نوک مژگانکا خیال
تن پہ ہر مو سے مرے کار سنان لینے لگا

پہونچا آب تیغ قاتل تا بسر اچھا ہوا
اے دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

اکیدن بالکل نہین اے چارہ گر اچھا ہوا
داغ اودھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

کم نہو اوس آب خنجر کی الہی آبرو
آج مدت مین ہمارا خلق ترا اچھا ہوا

آرہے گا دشت مین لیلی تری ناقے کو کام
ہوگیا مجنون جو کانٹا سو بھی کھرا اچھا ہوا

روز کہتا تجھ مزا مجھکو چکھاؤنگا عشق کا
بھر دیا نون اوسنے دل کو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنون نے مری شور جنون کو یون کہا
واقعی مجھسے بھی یہ شور یدہ سر اچھا ہوا

ذوق

ہے اور علم و ادب مکتب محبت مین
کہ ہے وہان کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیون نہو نالہ
کہ فوج سے نہین رہتا کبھی نقیب جدا

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے اگر
نکر سکا مرے دل سے غم جنیب جدا

کرین جدائی کا کس کس کے رنج ہم اے ذوق
کہ ہونیوالے ہین سب ہم سے عنقریب جدا

شکر پردے ہی مین اوس بت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

رہا پامال رہ عشق کی تربت کا نشان
اوسپہ تعویذ جو نقش کف پا نے رکھا

تلخکامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر
استخوان کو مرے باقی نہ ہمانے رکھا

آشیان باغ مین ڈھونڈا جو قفس سے جاکر
ایک تنکا بھی نتھا باد صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ نتھا میرا تو پھر کیون اوسکو
پا بزنجیر تری زلف دوتا نے رکھا

انکھین دیدار طلب گور سے آئی ہے نکل
دستہ نرگس کا نہین میری سرہانے رکھا

پئے ناواقف رہ پہلے ہے رہبر موجود
گور سے آگے قدم دیکھو عصا نے رکھا

ناتوان ہین نہ تن زار مرا دیکھ سکا
خوب دھوکے مین اوسے تار قبا نے رکھا

نرکھے خوبی و زشتی سے غرض آئینہ وار
گھر مین مہمان جسے اہل صفا نے رکھا

ہزار دم ہین اوسے یاد تو ذرا کیجیو ذوق
گیا وہ غیر کے گھر مجھکو ٹال کے کیسا

مین کہان سنگ دریا سے ٹل جاؤنگا
نہ وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا

نالہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤنگا
بلکہ مین توڑ کے اوسکو بھی نکل جاؤنگا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھہ نہ لیچل مجھکو
ورنہ مین جاکے وہان دیکھہ مچل جاؤنگا

مدرسے مین بھی اگر جاؤنگا تو جاے کتاب
شیشۂ بادہ لیے زیر بغل جاؤنگا

کوچۂ یار مین جاؤنگا تو مثل خورشید
پاس آداب سے مین سر ہی کے بل جاؤنگا

دل کہے ہے کہ مجھے روزن سینہ سے نکال
ورنہ خون ہوکے مین آنکھون سے نکل جاؤنگا

سر دھرون سے فلک ڈال نہ پالا کہ بن آگ
نخل سر مازدہ کی طرح سے جل جاؤنگا

آنکھہ سے اشک صفت مجھکو گرا کر نہ سنبھال
مین نہین وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

قیس و فرہاد کو بتلاؤنگا کچھہ عشق کی راہ
اب کی مین گر طرف دشت و جبل جاؤنگا

گر پڑا آگ مین پروانہ دم گرمی شوق
سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤنگا

ہون وہ مشتاق شہادت کہ تری تیغ تلے سے
پائے کوبان تہ شمشیر اجل جاؤنگا

جنبش برگ صفت باغ جہان مین ہے ذوق
کچھہ نہ ہاتھہ آئے گا تو ہاتھہ تو مل جاؤنگا

ہوسکے آلودہ دامن پاکدامن کس طرح
اے زلیخا چھوڑ دامن یوسفِ کنعان کا

نفس بمقدور کو قدرت ہوگر تھوڑی سی بھی
دیکھ پھر سامان اس فرعون بے سامان کا

دیکھنا اے ذوق ہونگے آج پھر لاکھوں کے خون
پھر جمایا اوس نے لعلِ لب پہ لاکھا پان کا

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہوا اکسیر بن جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی بار رکھنے کی
تری زلفوں نے مشکیں باندھکر مارا تو کیا مارا

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اوسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یہاں دیتا ہے مثل قاتل کے
کسی نے قہقہے اے بیخبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہیں برنگ لعلِ غرقِ خوں
جو غوطہ آب میں تونے گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونوں پہلو میں ہیں زخمی اوسکی چتون سے
ادھر مارا تو کیا مارا اودھر مارا تو کیا مارا

دلِ سنگین خسرو پر بھی ضرب کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سے کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے میں
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

کیا ہوتا جو سمجھاتا اُسے جاکے مرا دوست
دشمن کا سخن ذہن نشین ہو ہی چکا تھا

کیا دیکھتے ہم یوسفِ کنعان کو کہ اپنا
منظور نظر ایک حسین ہو ہی چکا تھا

کیا گرم تپش ہوتا تڑپکر ترے آگے
مین سرد تو خنجر کہین ہو ہی چکا تھا

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہ ہوتا
حکمِ ازلی ذوق یوہین ہو ہی چکا تھا

ہم ہین اور سایہ ترے کوچے کی دیوار ونکا
کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار ونکا

محتسب گرچہ دل آزار ہے مینخوار ونکا
دیکھے اک جام تو ہے یار ابھی یار ونکا

اتنا تو سوزِ فغان ہو کہ چمن مین بلبل
خرمنِ گل کی جگہ ڈھیر ہو انگار ونکا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچاکر عیسےٰ
ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیمار ونکا

ہون رگین حلق بریدہ کی ہماری نبار
گر تماشا تجھے منظور ہو فوار ونکا

ہین کماندار ترے تیر مژہ تشنۂ خون
منہ کھلا رہتا ہے اسواسطے سو فار ونکا

کیون نہ ہر تار مین سو دل ہون گرفتار کہ زلف
جیلخانہ ہے محبت کے گرفتار ونکا

دینگے جان بوسۂ لعلِ نمکین پر ہم بھی
جان نثاری ہے اگر شیوہ نمکخوار ونکا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا اے ذوق
رو سیاہی سے رہا نامۂ سیہ کار ونکا

سُراغِ عمرِ رفتہ ہو تو کیونکر — کہیں جسکا نشانِ پا نپایا
رہِ گم گشتگی مین ہم نے اپنا — غبارِ راہ بھی عنقا نپایا
رہا ٹیڑھا مثالِ نیشِ کژدم — کبھی کج فہم کو سیدھا نپایا
ترے خنجر نے بسمل نے ہے ہے — ذرا قابو تڑپنے کا نپایا
احاطے سے فلک کے ہمتوکب کے — نکل جاتے مگر رستا نپایا
جہان دیکھا کسی کے ساتھ دیکھا — کبھی ہم نے تجھے تنہا نپایا
چراغِ داغ لیکر دل مین ڈھونڈا — نشان پر صبر و طاقت کا نپایا
وہ از خود رفتہ ہون جسکو خودی نے — خدائی مین اگر ڈھونڈھا نپایا
کیے کیا ہائے زخمِ دل ہمارا — دہن پایا لب گویا نپایا
کبھی تو اور کبھی تیرا ہی غم — غرض خالی دلِ شیدا نپایا
سوا تیرے خطِ مشکین کے کوئی — مجرب نسخۂ سودا نپایا
وہ بولے دیکھکر تصویر یوسفؑ — سُنا جیسا اوسے ویسا نپایا
نہ مارا تو نے پورا ہاتھ قاتل — ستم مین بھی تجھے پورا نپایا
مرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے — فلک نے بھی قرار اصلا نپایا
نظیر اوسکا کہان عالم مین اے ذوق — کہیں ایسا نہ پائے گا نپایا

بل بے وحشت اتنا بھی شاخِ آہو کیطرح
پیچ کھاتا ہے دھواں میرے چراغِ گور کا

دیکھنا زہرآب ہیگا نِ محبت کا اثر
چشمِ افعی بنگیا روزن ہر اک ناسور کا

کھینچے مانی اوس پریکی کیونکہ تصویر کفک
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ روئے حور کا

تیری قامت سے جو ہو بر پا قیامت سے وپر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق راہِ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین
ہے دُرِ تاجِ سلیمان بیضہ مور کا

۲ دیوان ذوق

لکھیے اوسے خط مین کہ ستم اوٹھ نہین سکتا
پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اوٹھ نہین سکتا

بیمار ترا حورتِ تصویر نہانی
کیا اوٹھے سر بسترِ غم اوٹھ نہین سکتا

آتی ہے صدا اے جرسِ ناقۂ لیلی
صد حیف کہ مجنون کا قدم اوٹھ نہین سکتا

جون دانۂ روئیدہ تہ سنگ ہمارا
سر زیرِ گران بارِ الم اوٹھ نہین سکتا

ہر داغِ معاصی مرا اس دامنِ تر سے
جون حرفِ سرِ کاغذِ نم اوٹھ نہین سکتا

آسا ہون تری تیغ کا شرمندۂ احسان
سر میرا ترے پیر کی قسم اوٹھ نہین سکتا

پردہ درِ کعبہ سے اوٹھانا تو ہے آسان
پر پردۂ رخسارِ صنم اوٹھ نہین سکتا

کیون اتنا گرانبار ہے جو رخت سفر سے
اے راہروِ ملکِ عدم اوٹھ نہین سکتا

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق
کچھ فائدہ بے دستِ کرم اوٹھ نہین سکتا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا حمد خدا مین دل جو مصروف رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

صراطِ عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خون جاتا ہی جم میرا

ہوا سینہ یکسر خار زار دشت غم میرا
کہ آیا پان جون آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا

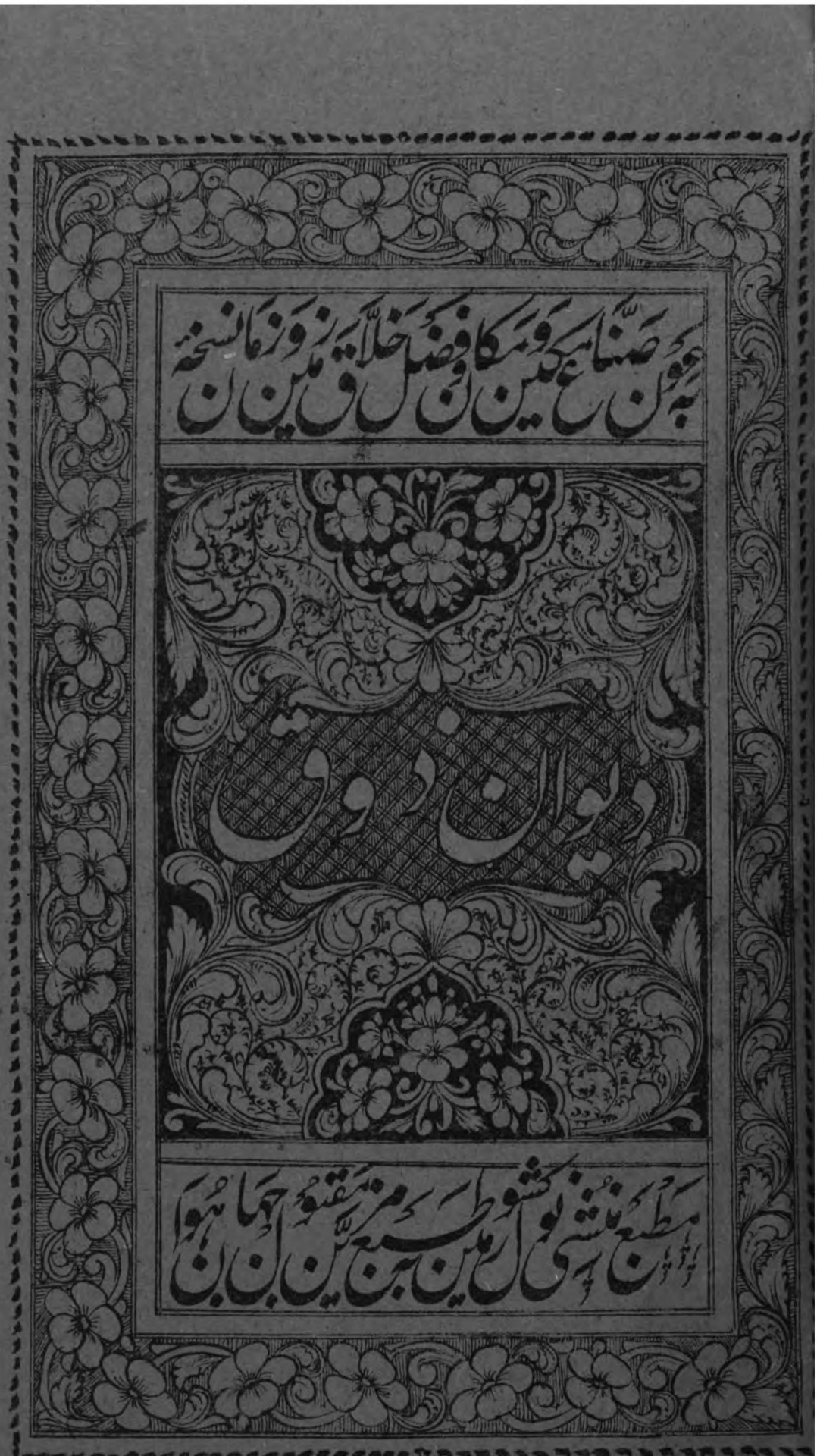
وہ ہون مین گیسوِ موجِ محیطِ اعظم وحشت
کہ ہی گھیرے ہوے روی زمین کو پیچ و خم میرا

نشانِ بے رواجی گرد کھائے زور مٹ جاے
جھپکا سے دیدۂ صراف کی نقش درم میرا

وہ ہون مین رہ نوردِ شوق میری ساتھ جاتے
پر نگ سایۂ مرغ ہوا نقشِ قدم میرا

نہو بے وقر ترکِ سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سو ذوق کب تہ ہو کم میرا

دیوان دوم ۲


بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق مین زمان نسخه
دیوان ذوق
مطبع منشی نولکشور مین بمبئی مرتب ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کلیات دواوین اردو کتب قصہ جات نثر و نظم اردو ذیل مین مندرج کرتے ہین ناظرین و شائقین ملاحظہ فرما کر حظ کافی و بہرہ وافی اوٹھاوین + فقط

کلیات دواوین اردو

کلیات انشا اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی میر انشا اللہ خان بہادر کا ہے اور یہ حضرت عہد مین نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی شاعرون سے تھے -

کلیات نساخ اس مجموعہ مین رسائل ذیل ہین -

شاہد عشرت سخن شعرا اشعار نساخ مرغوب دل - دسہ بتال گنج تواریخ چشمہ فیض قند پارسی زبان ریختہ -

قطعہ منتخب از مولوی عبد الغفور خان صاحب بہادر رسالہ زبان ریختہ متوجہ ایجاد زبان ریختہ کو لطف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع نظائر اشعار اساتذہ تالیف کیا -

شاہد عشرت سولفہ ایضاً -

سخن شعرا - ایضاً شعرای متاخرین کا اردو تذکرہ ہے

اشعار نساخ جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ہے -

مرغوب دل یہ مجموعہ بھی تصنیف جناب ممدوح الصدر کی فارسی رباعیات کا ہے -

زفیر بیتال - دیوان اول ایضاً -

گنج تواریخ یہ کل تاریخین جناب موصوف کی تصنیف سے ہین -

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ از کلام مرزا رفیع السودا -

کلیات نظیر اکبر آبادی - مطبوعہ مطبع دہلی -

کلیات تراب - از حضرت تراب شاہ مع رسائل دیگر -

بہارستان سخن - اردو ناسخ و آتش و آبادی کی ہمطرح غزلین سیر ہوئی -

دیوان گویا - تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر بعنوان نو -

دیوان رند - تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنؤ شاگرد آتش -

دیوان فدا - نہایت عمدہ دیوان ہے تصنیف مولوی فدا حسین صاحب -

دیوان اسیر - منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر نامور -

دیوان غافل - تصنیف جناب منور خان صاحب غافل ہمپایہ آتش و ناسخ -

دیوان ذوق - کلیات سید ابراہیم دہلوی متخلص بہ ذوق

منتخبات میر و درد و سودا - واسطے مدارس اردو کے طبع ہوا -

دیوان صادق - مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب

گلدستہ نعت - از محمد واحد علی خان قصائد مدحیہ سرور کائنات کے تصنیف مولوی جمیل الدین احمد صاحب -

دیوان لطف - یہ عمدہ دیوان پاکیزہ دو جلد ہے

مجمع الاشعار مجموعہ کلام اساتذہ -

دیوان بیخبر مالک - سولفہ مرزا قربان علی بیگ -

دیوان نیاز - تصنیف شاہ نیاز احمد اردو و فارسی -

دیوان شہیدی - مشہور شاعر کا کلام ہے عمدہ طبع جدید

دیوان امیر - مسمی بمرآت الغیب تصنیف منشی میر احمد صاحب امیر -

دیوان غالب دہلوی - اردو کئی مرتبہ مختلف مقامات مین طبع ہوا اور پھر خریداروں کی خواہش باقی رہی آخر کار اس مطبع مین منقول مطبوعہ نظامی سے چھپا -

دیوان نشاط الاحباب از بابو ہرگوبند سہائے -

دیوان جرار مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بجرار

Deewan Zauk
INSTITUTE IND

بہ عون صنائع یکمین و مکافضل خلاق مین زور زمانہ نسخہ

دیوان ذوق

مطبع منشی نولکشور مین بہ سعی مرتبین چھاپا گیا ہوا

Dīwān-e-Zauq.

16.E.37.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

